ما کان فان انفاقك قبضة
من بر بلا اخلاص و مرضاة
تعالیٰ خیر لك من انفاقك
قبضة من لؤ لؤ بغیر الاخلاص
و مرضات النفس فاذا
اخلصت عملك لله تعالیٰ
فذلك هو العمل المتقبل
یکتب لك بعشرة امثالها و
یزید اضعافا الی سبعمائة
ضعف و یربولك و ینمو لك
یوم القیمة کالحبة التی
اغرست فی ارض صالحة
تنمو و تزید حتی تصیر
بعد حین شجرة عالیة
مثمرة نفیسة و ان عملت
بلا نیة صالحة و اخلاص
فلا یزید و لا ینمو بل و لا
یقبل منه صرفا و لا عدلا
قال الله یمحق الله الربوا و
یربی الصدقات و قال تعالیٰ
انما یتقبل الله من المتقین
و المتقون هم المخلصون
اذا علمت هذا فاعلم ان
الصلوٰة عماد الدین

خواہشیں اور لذتیں ہو سکتی ہیں۔ ان کے لئے ادا
کی جائے؛

اس لئے کہ اگر ایک مٹھی بھر گیہوں اللہ کی
رضامندی کے لئے اخلاص کے ساتھ خرچ کیجائے
تو یہ اس سے بہتر ہے کہ مٹھی بھر موتی بغیر اخلاص کے
نفس کی رضامندی میں دے ڈالو جب تم نے اپنے
عمل کو محض اللہ ہی کے لئے خالص کر دیا اور پوری
اخلاص اس میں پائی گئی تو سمجھ لو کہ یہی عمل قابلِ
قبول بلکہ قبول شدہ ہے۔ ایسا عمل دس گنا بڑھا
کے لکھا جائیگا۔ اور یونہی سات سو تک وہ عمل بڑھ
سکتا ہے (یعنی ایک با اخلاص عمل سات سو گنا
ہو جائیگا) اور یہ عمل تمہارے لئے قیامت کے دن
یکم نشو و نما پاتا رہیگا اس دانے کی طرح جس کو نہایت
اچھی زمین میں بویا جائے تو وہ اگتا اور بڑھتا ہے
یہانتک کہ کچھ زمانے کے بعد ایک تناور پھلدار اور
خوشنما درخت بن جاتا ہے۔ اور اگر کسی نے بغیر نیت
صالح اور اخلاص کے عمل کیا ہے تو وہ نہ زیادہ ہوتا
ہے اور نہ بڑھتا ہے بلکہ اس شخص کا فرض اور
نفل کبھی رتبہ قبولیت نہیں پاتا۔ اللہ پاک فرماتا ہے
کہ "اللہ تعالیٰ سود کو محو کرتا ہے اور گھٹاتا ہے اور
صدقات کو بڑھاتا رہتا ہے"۔ اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے کہ "اللہ متقین ہی سے قبول کرتا ہے"؛
اور متقین وہی با اخلاص لوگ ہیں۔
جب تم اس کو جان چکے تو اب جانو کہ نماز دین

ومجمع الطاعات ومخ العبادات
وليس في الاعمال بعد الايمان
بالله ورسوله شيئ افضل منه
وهي عبادة بدنية فريضة
على كل مكلف مسلم او
مسلمة حر او عبد غني
او فقير مسافر او مقيم
صحيح او سقيم فاذا اصبحت
فقل اصبحنا واصبح الملك
لله الواحد القهار وجدد
ايمانك بقولك اشهد ان
لا اله الا الله واشهد ان
محمدا عبده ورسوله
اللهم انت ربي لا اله الا انت
خلقتني وانا عبدك وانا على عهدك
ووعدك ما استطعت ابوء لك
بنعمتك علي وابوء بذنبي فاغفرلي
فانه لا يغفر الذنوب الا انت
وتوضأ مخلصا لله تعالى و
قل بسم الله الرحمن الرحيم وتوضأ
بالاسباغ مراعيا للاداب والسنن
ليس المراد بالاسباغ كثرة صب الماء
او كثرة عدد الغسل فوق الثلاث ولكن
المراد منه استيعاب الاعضاء المغسولة

کا ستون ہے اور طاعات کا مخزن اور عبادات کا مغز ہے۔ اور سب اعمال میں اللہ اور رسول پر ایمان کے بعد اس سے کوئی اور عمل افضل نہیں۔ اور یہ عبادت بدنیہ ہر ایک مکلف مسلم مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام غنی ہو یا فقیر مسافر ہو یا مقیم تندرست ہو یا بیمار سب پر فرض ہے۔

اب صبح سے لیکر سارے اعمال کی ترتیب ہم تمہیں بتلائے دیتے ہیں۔ صبح سویرے اٹھتے ہی یہ دعا پڑھو "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" اور اپنے ایمان کی تجدید اس قول سے کرو۔ "اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله اللهم انت ربي لا اله الا انت خلقتني وانا عبدك وانا على عهدك ووعدك ما استطعت ابوء لك بنعمتك علي وابوء بذنبي فاغفر لي فانه لا يغفر الذنوب الا انت" اور خالص اللہ ہی کے لئے جلدی سے اٹھ بیٹھو اور بسم الله الرحمن الرحیم کہو اور آداب وسنن کی رعایت رکھتے ہوئے بالاسباغ (یعنی اچھی طرح) وضو کرو۔ "اسباغ" سے یہ مراد نہیں کہ زیادہ پانی ڈھولو۔ یا تین مرتبہ سے زیادہ اعضاء کو دھوؤ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ دھوئے جانے والے اعضا کو دھونے میں اچھی طرح گھیر لو۔

كالمرفقين والكعبين واطراف الوجه وايصال الماء الى اصول شعر اللحية وانو بالوضوء زوال الحدث واستباحة الصلوة و صل ركعتى سنة الفجر فى بيتك مخففا وليس المراد بالمخفف عدم تعديل الاركان بل المراد منه قصر القرأة فيهما ثم اذهب وقت الاسفار الى اقرب المساجد اليك وان كان مهجورا مسبحا مستغفرا بقولك سبحان الله وبحمدك سبحان الله العظيم واتوب اليك وادخل المسجد خائفا غضبه راجيا رحمته وضع رجلك اليمنى فى المسجد وقل رب ادخلنى مدخل صدق واخرجنى مخرج صدق واجعل لى من لدنك سلطانا نصيرا

وصل ركعتى فرض الصبح بالجماعة بالسكينة والوقار وطول القرأة ما استطعت ان كان فى الوقت سعة ثم اركع مستويا

جیسے کہنیاں اور ٹخنے اور چہرہ کے اطراف اور ڈاڑھی کے بالوں کی جڑ تک پانی پہونچانے میں کمی واقع نہ ہو۔

اور وضو کرنے سے یہ نیت کرو کہ بیوضوئی زائل ہو اور نماز ادا کرنا مباح ہو جائے۔ پھر دو رکعتیں صبح کی سنتیں اپنے گھر میں مخفف (ہلکی) ادا کرو "مخفف" سے یہ مقصد نہیں کہ تعدیل ارکان (رکوع سجدہ وغیرہ) میں جلدبازی کرو بلکہ مراد یہ ہے کہ قرأت اس میں کم ہو۔ پھر تڑکے تڑکے اپنے قریب ترین مسجد میں جاؤ چاہے اس مسجد کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہو اور راستے میں تسبیح اور استغفار پڑھتے جاؤ۔ اس طرح سے سبحان اللہ و بحمدک سبحان اللہ العظیم واتوب الیک۔

اور مسجد میں اس طرح سے داخل ہو کہ اللہ کے غضب سے ڈرتا ہو اور اس کی رحمتوں کا امیدوار ہو۔ اور پہلے اپنا دایاں پیر مسجد میں رکھو اور یہ کہو۔ رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا۔

اور صبح کی دو رکعتیں فرض جماعت کے ساتھ نہایت اطمینان اور وقار سے ادا کرو اور اگر وقت فراخ ہے۔ تو جس قدر قرأت کو طول دے سکو تو بہتر ہے۔ قرأت کے بعد رکوع کرو۔

ظهرك قائلا سبحان ربي
العظيم و اقله ثلاث مرات
ولاحد لاكثره ثم استو قائما
وتقول سمع الله لمن حمده و
اكتف به ان كنت اماما وقل
ربنا لك الحمد بعد قول
الامام سمع الله لمن حمده
ان كنت ماموما واجمع
بينهما ان كنت منفردا
وامكث قائما بقدر ثلاث
تسبيحات ثم اهبط ساجدا
واضعا وجهك بين كفيك
على الارض او على السجادة و
تقول سبحان ربي الاعلى و
اقله ثلاث مرات وان زدت
فاحسن ثم استو قاعدا على
كف رجلك اليسرى وكف
رجلك اليمنى قائمة وتمكث
بقدر ثلاث تسبيحات ثم اسجد
ثانيا كذلك ثم انهض الى الركعة
الثانية ولا تنس تكبيرات
الانتقالات وصور نفسك في
جميع صلاتك عبدا آبقا خائنا
خائفا واقفا بين يدي ربك منتظرا حكمه فيك اما بالاخذ واما بالعفو

اور رکوع میں اپنی پیٹھ سیدھی رکھو اور کم از کم تین بار سبحان ربی العظیم کہو اور اکثر کے لئے کوئی حد نہیں۔

پھر سر و قد کھڑے ہو جاؤ اور سمع اللہ لمن حمدہ کہو۔ اگر تم امام ہو تو اسی پر کفایت کرو اور مقتدی ہو تو امام کے سمع اللہ لمن حمدہ کہنے کے بعد ربنا لک الحمد کہو۔ اور اگر نماز تنہا پڑھ رہے ہو تو دونوں جملے کہو۔ اور تین تسبیحوں کے قدر اس حال میں ٹھہرے رہو۔

پھر سجدہ کرنے کے لئے نیچے جھکو اور اپنے چہرہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان زمین پر یا مصلے پر رکھو اور سبحان ربی الاعلی کم از کم تین بار کہو اگر اس سے زیادہ پڑھ سکو تو زیادہ بہتر ہے۔

پھر اپنے دائیں پیر کو کھڑا رکھکر بائیں پیر پر بیٹھ جاؤ اور تین تسبیحوں کے قدر ٹھہرے رہو۔ پھر دوسری مرتبہ اسی طرح سے سجدہ کرو اور پھر دوسری رکعت کے لئے اٹھو اور انتقالات (اٹھنے بیٹھنے) کی تکبیریں نہ بھول جاؤ۔

اور پوری نماز میں اپنے تئیں ایک گریختہ خائن اور خائف غلام تصور کرو جو نہایت ڈرتا ہوا اپنے مالک کے سامنے کھڑا ہوا ہو اور اس کے حکم کا انتظار کر رہا ہو کہ گرفتاری وعقوبت کا فرمان صادر ہوتا ہے یا عفو اور بخشش سے کام لیا جاتا ہے

فاذا ركعت الركعة الثانية وقعدت للتشهد فقل التحيات لله و الصلوات والطيبات السلام عليك ايها النبي ورحمة الله وبركاته السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله ثم صل على النبي صلى الله عليه وسلم بالصلوة الابراهيمية وتقول ربنا اتنا الى اخر الاية اللهم اني اعوذ بك من عذاب القبر واعوذ بك من فتنة المسيح الدجال واعوذ بك من فتنة المحيا والممات اللهم اني اعوذ بك من الماثم والمغرم رب اني ظلمت نفسي ظلما كثيرا فاغفر لي مغفرة من عندك وارحمني انك انت الغفور الرحيم رب اغفر لي ولوالدي وللمؤمنين يوم يقوم الحساب ثم سلم عن يمينك وشمالك والاحسن ان لا تكون اماما ولا مؤذنا ولا مكبرا ولا مدرسا بالاجرة وان فعلتها لله تعالى استحققت اجرا عظيما

اور جبکہ دوسری رکعت بھی ختم کر چکے تو التحیات پڑھو۔ التحیات یہ ہے: "التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہٗ و رسولہ۔

پھر حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم پر درود ابراہیمی بھیجو اور یہ دعائیں پڑھو۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار" اور "اللھم انی اعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات اللھم انی اعوذ بک من الماثم والمغرم" اور "رب انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا فاغفر لی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم" "رب اغفر لی ولوالدیَّ وللمومنین یوم یقوم الحساب" اور اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرو۔

بہتر یہ ہے کہ اجرت کی طمع پر تم امام، مؤذن، مکبر اور مدرس نہ بنو۔ اور اگر اللہ ہی کے لئے بغیر اجرت کے یہ خدمات انجام دے رہے ہو تو بڑے ثواب کے مستحق ہو۔

فاذا ادیت الصلوٰۃ بمراعات
الاداب والسنن کما ھو مفصل
فی علم الفقہ فالاحسن ان
تقعد فی ذلک المحل وتشتغل
اولا بتسبیحات سبحان اللّٰہ
ثلاثا وثلثین مرۃ والحمد للّٰہ
کذلک واللّٰہ اکبر اربعا وثلثین
ثم اقرأ اٰیۃ الکرسی واشتغل بالذکر
القلبی او اللسانی او التفکر فی
الاء اللّٰہ تعالی ونعمہ علیک وعلی
سائر خلقہ الی ان تطلع الشمس
فاذا طلعت فصل اربع رکعات
النفل بالتسلیمتین واقرأ فیھما
ما تیسر لک من القراٰن ثم ارفع
یدیک الی اللّٰہ تعالی مبتھلا و
متضرعا وقل فی دعائک اللھم
انک تعلم سری وعلانیتی فاقبل
معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی
سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی ذنوبی
اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر قلبی و
یقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی
الا ما کتبت لی ورضنی بما قسمت لی یا
ارحم الراحمین ثم اخرج من المسجد ناویا
الرجوع الیہ واشتغل بالحرفۃ التی قدر
اللّٰہ لک بالجوارح وقلبک مشغول

پس جبکہ نماز کو آداب اور سنتوں کی رعایت
رکھتے ہوئے جیسا کہ علم فقہ میں مفصل مذکور ہے
تم نے ادا کر دیا تو بہتر یہ ہے کہ اسی جگہ پر بیٹھ جاؤ
اور تسبیحیں پڑھنے میں مشغول ہو جاؤ۔ یعنی ۳۳ بار
سبحان اللہ اور ۳۳ بار الحمد للہ اور ۳۴ بار اللہ
اکبر پڑھو! پھر آیۃ الکرسی پڑھو اور ذکر قلبی یا لسانی
کے ساتھ مشغول ہو جاؤ یا اللہ پاک کی نعمتوں اور
عنایتوں میں جو تم پر اور ساری مخلوقات
پر ہیں بیٹھے فکر و شکر کیا کرو" یہاں تک
کہ آفتاب طلوع ہو جائے۔ طلوع کے بعد چار
رکعتیں نفل کی دو دو کر کے پڑھے۔ اور قرآن
مجید سے جو تمہیں آسان معلوم ہو ان میں قرأت
کرو" پھر دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھاؤ اور
نہایت اخلاص اور تضرع اور زاری کے ساتھ
یہ دعا کرو۔ اللھم انک تعلم سری وعلانیتی
فاقبل معذرتی وتعلم حاجتی فاعطنی
سؤلی وتعلم ما فی نفسی فاغفرلی
ذنوبی اللھم انی اسئلک ایمانا یباشر
قلبی ویقینا صادقا حتی اعلم انہ لا یصیبنی
الا ما کتبت لی ورضنی بما قسمت لی یا
ارحم الراحمین"

پھر دوبارہ آنے کا ارادہ رکھتے ہوئے مسجد سے
نکلو" اور ظاہری طور پر اپنے دھندے اور روزگار
میں مشغول ہو جاؤ۔ لیکن تمہارا قلب اللہ پاک کے

بذكر الله تعالى والرجوع
الى المسجد فاذا سمعت اذان
الظهر فقم سريعا واجب
داعي ربك وجدد الوضوء
كما مر وامش الى المسجد
كذلك وصل اربع ركعات
السنة القبلية بحضور القلب
والاخلاص واقعد في محل صلوتك
الى ان يقول المكبر حي على الفلاح
فادخل في الصف الاول ان
وجدت محلا من غير ان تضيق
على احد وتضر احدا عن يمينك
او عن شمالك وقل قبل ان تدخل
في صلاتك اني وجهت وجهي للذي
فطر السموات والارض حنيفا وما انا من
المشركين ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي
لله رب العلمين لا شريك له وبذلك
امرت وانا من المسلمين فاذا صليت
مع الامام وسلمت فقل اللهم انت
السلام ومنك السلام واليك يرجع
السلام تباركت ربنا وتعاليت يا
ذا الجلال والاكرام ثم قم وصل
ركعتي السنة كذلك ثم اقرء التسبيحات
المذكورة واية الكرسي ثم ادع الله تعالى

ذکر اور مسجد کی طرف لوٹنے کے خیال میں لگا ہوا ہے پھر جبکہ ظہر کی اذان سنو تو جلدی سے اٹھو اور اپنے پروردگار کے بلاوے کی اجابت کرو۔ اور نیا وضو کرکے مسجد کی طرف اسی طرح چلو جسطرح سے کہ پہلے بیان ہوچکا ہے۔

اور چار رکعتیں سنت کی جو پہلے پڑھی جاتی ہیں۔ حضور قلب اور اخلاص سے پڑھکر اسی جگہ بیٹھے رہو۔ یہانتک کہ مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہے۔ پھر پہلی صف میں داخل ہو بشرطیکہ وہاں جگہ ہو نیز اور دائیں بائیں کسی کو تمہاری وجہ سے تکلیف اور تنگی نہ ہوتی ہو۔

اور نماز شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھو۔
"انی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین۔ ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین"

پس جبکہ تم امام کے ساتھ نماز پڑھ چکے اور سلام پھیر چکے تو یہ دعا پڑھو: "اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یرجع السلام تبارکت ربنا وتعالیت یاذا الجلال والاکرام"

پھر اٹھکر دو رکعتیں سنت کی اسیطرح سے پڑھو اور پھر تسبیحات مذکورہ اور آیت الکرسی پڑھو پھر اللہ پاک سے وہ دعائیں مانگو جو مسنون ہیں۔ اور مسجد سے اسی حال میں نکلو کہ پھر وہیں لوٹنے کی نیت رکھتے ہو

بالادعیة الماثورة وتخرج من المسجد ناویا الرجوع الیہ تشتغل بحرفتك الی ان تدخل وقت العصر فاذا سمعت اذان العصر فقم کذلك سریعاً مستبشراً فرحا بدعوۃ اللہ ایاك الی حضورہ والاحسن ان تجدد الوضوء للعصر وان کنت علی وضوء وتمشی الی المسجد کذلك والزم نظرك الی محل سجودك فی القیام والی قدمیك فی الرکوع والی ارنبة انفك فی السجود وصل قبل فرض العصر اربع رکعات النفل ان ساعدك الوقت ثم صل الفرض مع الامام فان کنت فارغا من الامور الضروریة فالاحسن ان تقعد فی ذلك المحل الی المغرب وتشتغل بالذکر والفکر والاحوط ان تصلی الظہر قبل المثل والعصر بعد المثلین قبل اصفرار الشمس فاذا صلیت المغرب مع الامام صل رکعتی السنة واربع رکعات النفل بتسلیمتین او رکعتین ثم تخرج من المسجد ناویا للرجوع الیہ تمشی الی مسکنك وتاکل عشائك

ہو۔ پھر آکر اپنی حرفت اور کسب میں لگجاؤ عصر کے وقت تک۔ اور عصر کی اذان سُنکر نہایت جلدی خوشی اور بشارت پاتے ہوئے کیطرح اللہ پاک کے بُلانے کی طرف لپکو جو اپنے حضور کی تمہیں دعوت دے رہا ہے۔ اچھا یہ ہے کہ اگرچہ تمہیں وضو ہو مگر پھر نئے سرے وضو کرو اور مسجد کی طرف اسی طرح جاؤ جیسا کہ مذکور ہوا۔ اور نماز میں کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نظر سجدے کی جگہ پر اور رکوع میں اپنے قدموں کی پیٹھ پر اور سجدے میں اپنے نتھنوں پر جمائے رکھو۔

عصر کے فرض سے پہلے اگر وقت کافی ہو تو چار رکعتیں نفل کی بھی پڑھ لو۔ پھر امام کے ساتھ فرض ادا کرو۔ اگر دنیا کے ضروری کام کاج سے فارغ ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسی جگہ مغرب تک بیٹھکر ذکر اور فکر میں مشغول رہو۔

اور احتیاط کی بات یہ ہے کہ ظہر ایک مثل[ل] سے پہلے اور عصر دو مثلوں کے بعد آفتاب کے زرد ہونے کے قبل پڑھا کرو۔ اور جب امام کے پیچھے نماز مغرب پڑھکر فارغ ہوئے تو دو رکعتیں سنت پڑھو۔ اس کے بعد دو رکعتیں یا چار رکعتیں نفل کی دو سلاموں کے ساتھ پڑھو۔ تو اور بہتر ہے۔ پھر اسی لوٹنے کی نیت کے ساتھ مسجد سے نکلو اور اپنے گھر آکر رات کا

ل اصطلاح فقہ میں مثل سے مراد یہ ہے کہ ہر ایک چیز کا سایہ علاوہ اصل سایہ کے اس کے قد کے برابر ہو جائے ۱۲ (منہ)

مع اهلك او ضيفك ان كان
وتستريح ساعة فاذا سمعت اذان
العشاء فاذهب كذلك الى المسجد
وصل اربع ركعات النفل قبل الفرض
فاذا صليت العشاء مع الامام
صل ركعتي السنة والوتر ثلاث
ركعات ان لم تستيقن بالانتباه
من النوم اخر الليل وان تيقنت
بالانتباه فالاحسن ان توتر
اخر الليل بعد التهجد والاحسن
ان تقرء بعد صلوة العشاء سورة
تبارك الملك والم السجدة فاذا
اتيت مضجعك فقل بسمك ربي
وضعت جنبي ان امسكت نفسي
فاغفرلها وارحمها وان رددتها
فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين
بسم الله على نفسي وعلى ديني وعلى
مالي وعلى اهلي وعلى ايماني بسم الله
الذي لا يضر مع اسمه شيء في الارض
ولا في السماء وهو السميع العليم
اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق
اعوذ بالله من شر ما خلق وذرء و
برء ومن شر ما يخرج من الارض و
ما ينزل من السماء ومن شر طوارق

کھانا اپنے عیال یا مہمان کیساتھ اگر کوئی ہو تناول
کرو ۔ اور کچھ دیر آرام کیکر جب عشاء کی اذان سنو
تو مسجد کی طرف جاؤ اور چار رکعتیں نفل کی فرض
سے پہلے پڑھ لو ۔ اور عشاء کی نماز امام کے پیچھے
پڑھکر دو رکعتیں سنت کی اور تین رکعتیں وتر کی
پڑھو اگر تمہیں اخیر رات میں جاگ جانے کا یقین
نہ ہو ــــ اور اگر جاگ اٹھنے کا یقین رکھتے ہو
تو بہتر یہ ہے کہ وتر تہجد کے بعد اخیر شب میں پڑھ لی
جائے ۔ اور بہتر یہ ہے کہ عشاء کی نماز کے بعد
سورہ تبارک الملک اور الم سجدہ پڑھو ۔

پھر خوابگاہ پر آکر یہ دعائیں پڑھو ۔

بسمك ربي وضعت جنبي ان امسكت
نفسي فاغفرلها وارحمها وان رددتها
فاحفظها بما تحفظ به عبادك الصالحين
بسم الله على نفسي وعلى ديني وعلى مالي
وعلى اهلي وعلى ايماني بسم الله الذي
لا يضر مع اسمه شيء في الارض ولا في
السماء وهو السميع العليم ۔ اعوذ بكلمات
الله التامات من شر ما خلق ۔ اعوذ
بالله من شر ما خلق وذرء وبرء ومن
شر ما يخرج من الارض وما ينزل من
السماء ومن شر طوارق الليل ومن
شر النفاثات في العقد ومن شر حاسد
اذا حسد ۔

اللیل و من شر النفاثات فی العقد و
من شر حاسد اذا حسد آمنت
باللہ توکلت علی اللہ اعتصمت
باللہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ
ثم نم علی جنبك الایمن متوجها
الی القبلة کھیئة رقدتك فی
القبر فان قمت اخر اللیل و توضأت
وصلیت التھجد و قرأت الصلوٰۃ
علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مأة مرة و رب اغفرلی و
ارحمنی وعافنی واعف عنی مأة
مرة سبحان اللہ وبحمدہ سبحان
اللہ العظیم واتوب الیہ مأة
مرة فذلك خیر لك من الدنیا
وما فیھا والتھجد ادناہ رکعتان
واعلاہ اثنتا عشرۃ رکعة فصل
ما تیسر لك من صلوٰۃ اللیل
وان قرأت سورۃ یٰسٓ فیه
کان احسن و اعظم للاجر و اعلم
یا اخی انك اذا فتحت الصلوٰۃ
و رفعت یدیك الی قرب
اذنیك و قلت اللہ اکبر فکانك
القیت ما سوی اللہ تعالیٰ وراء
ظھرك وقمت واقفا بین یدی

آمنت باللہ توکلت علی اللہ اعتصمت باللہ
ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ؛

پھر اپنے داہنے پہلو پر کعبے کی طرف رُخ کرکے جیسے کہ قبر میں تمہیں سونا پڑیگا سو جاؤ۔ پھر اگر تم نے آخر شب میں اُٹھ کر وضو کیا اور تہجد کی نماز پڑھی اور درود شریف حضور صلے اللہ علیہ وسلم پر سو دفعہ بھیجا اور سو دفعہ رب اغفرلی وارحمنی وعافنی واعف عنی اور سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم واتوب الیہ پڑھا تو یہ تمہارے لئے دنیا وما فیھا سے بہتر ہے۔

اور تہجد کی نماز کم از کم دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں جس قدر تم بآسانی پڑھ سکو پڑھو۔

اور اگر انہیں سورۂ "یٰس" پڑھ سکو تو یہ بہت بہتر ہے۔ اور اس میں بڑا اجر ہے"

اے عزیز! جاننا چاہئے کہ جب تم نے نماز شروع کی اور اپنے ہاتھوں کو کانوں کے قریب لاکر تم نے اللہ اکبر کہا تو گویا تم نے ماسوی اللہ کو پس پشت ڈال دیا اور تم اپنے مولا و آقا کے سامنے اس حال میں کھڑے ہو کہ اس کی پکڑ اور گرفت سے ڈر رہے ہو۔ اور اس کی عفو و رحمت کے امیدوار ہو۔ اور جب تم اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوتے ہو تو اس میں اس

مولاك خائفا اخذه راجيا عفوه
واضعا يمينك على شمالك فيه
اشارة الى انك حضرت انت
عبد مجرم جفنو مولاك مربوطا
يداك وانت تحمد على نعمائه
الظاهرة والباطنة بقولك
الحمد لله رب العلمين وتسترحمه
لشدة احتياجك الى رحمته
بقولك الرحمان الرحيم و
تستعطفه وتثنى عليه بقولك
مالك يوم الدين وتخصه وتستحقه
للعبادة بقولك اياك نعبد و
اياك نستعين وتسأله الاستقامة
على الدين بقولك اهدنا الصراط
المستقيم وتسئل منه اتباع الصالحين
وتقليد الذين انعم الله عليهم
من النبيين والصديقين
والشهداء والصالحين بقولك
صراط الذين انعمت عليهم و
تستعيذه من الضلالة
بقولك غير المغضوب
عليهم ولا الضالين امين
فاذا قرات الفاتحة والسورة
فكانه قيل لك اخضع لربك فيه

بات کی طرف اشارہ ہے کہ تم ایک مجرم غلام کی
حیثیت میں اپنے مولا کے حضور میں حاضر ہو اور
تمہارے دونوں ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور
تم الحمد للہ رب العلمین کہکر اللہ تعالیٰ
کی ظاہری اور باطنی نعمتوں کا اظہار کر رہے ہو
اور الرحمن الرحیم کہکر اس کی رحمت
کی طرف غایت احتیاج کی وجہ سے اس سے
رحمت طلب کر رہے ہو۔ اور مالک یوم الدین
کے قول سے اس کے الطاف وعنایات کے
خواہاں ہو کر اس کی ثنا اور تعریف کر رہے ہو۔
اور ایاک نعبد وایاک نستعین کے کہنے
سے اپنی عبادتوں کا اسے ہی مستحق بناتے ہو۔
اور امداد طلب کرنے کے لئے اسے ہی خاص
کرتے ہو اور اھدنا الصراط المستقیم کے
کہنے سے دین پر استقامت کا سوال کر رہے ہو۔
اور صراط الذین انعمت علیہم کے
کہنے سے صالحین کی اتباع اور جن پر خداوند
تعالیٰ نے نعمتیں برسائی ہیں یعنی انبیاء، صدیقین
اور شہداء کی تقلید کا سوال کر رہے ہو اور
غیر المغضوب علیہم ولا الضالین آمین
کہتے وقت اس کے غضب اور اپنی گمراہی سے
پناہ مانگ رہے ہو۔
پس جبکہ تم فاتحہ اور قرأت پڑھ چکے تو گویا
اب تمہیں کہا جا رہا ہے کہ اب اپنے رب کے

عظمته کی یرحمك ویقبل عاملك
فتنحنی راکعا قائلا سبحان
ربی العظیم اشارة الی عظمة
الرب تعالی وذلة العبد
وکانه قیل لك ارفع راسك
فقد عطف علیك ربك
وسمع دعائك وتسبیحك
سماع قبول فتقوم قائما وقد
فكت یداك المربوطتان و
وتقول سمع الله لمن حمده ربنا
لك الحمد علی احسانك ایای
فلما بشرت بالقبول خررت
ساجدا لله تعالی شکرا لعفوه
لك وذلت لربك وسجته
بالعلو والتقدیس بقولك
سبحان ربی الاعلی وثنیت
السجدة لتكون
السجدتان شاهدتین لك
بتذللك لربك وتقدیسك
ایاه وکذا الحال فی
الرکعة الثانیة فاذا اصلیت
الرکعتین اجیز لك القعود
فی مجلس انسه وحییت
ربك بقولك التحیات

سامنے جھک جاؤ اور اس کی تعظیم زبان اور تن سے بجا لاؤ۔ تاکہ وہ تم پر رحم کرے اور تمہاری عادل کو شرف قبولیت بخشے۔ پس تم جھک پڑتے ہو۔ اور رکوع کرتے ہوئے دوہرے ہو جاتے ہو اور کہتے ہو۔ سبحان ربی العظیم۔ اس میں اشارہ ہے پروردگار کی بڑائی اور بندے کی ذلت کی طرف۔

اب گویا تمہیں کہا جاتا ہے کہ اپنے سر کو اٹھاؤ کہ تمہارا رب تم پر مہربان ہوا ہے اور تمہاری دعا اور تسبیح کو اس نے سن لیا ہے اور قبول فرمایا ہے پس تم اس حال میں کھڑے ہو جاتے ہو کہ تمہارے بندھے ہوئے ہاتھ بھی کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور تم کہتے ہو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد کہ تم نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔

پھر جبکہ تمہیں قبول کی بشارت مل جاتی ہے تو تم اس شکرانہ میں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عفو فرما دیا ہے اس کے سامنے سجدے میں گر پڑتے ہو اور اس طریقہ سے اپنے تئیں ذلیل کرتے ہو اور اپنے رب جل شانہ کی بڑائی اور پاکی کے ساتھ تسبیح یعنی سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے ہو اور سجدہ کو پھر دوہراتے ہو۔ یہ اس لئے کہ یہ دو سجدے تمہاری ذلت اور اللہ پاک کی تقدیس پر تمہارے دو گواہ بنیں۔

اور یہی دوسری رکعت کی کیفیت ہے حقیقت

لله والصلوات والطيبات فكانه قيل لك ان جميع ما اعطيت من الكرامة كان ببركة رسولك صلى الله عليه وسلم لانه المعلم لك الصلوٰة بهذا الترتيب فتقول حاضرًا الى روحه الكريمة السلام عليك ايها النبى ورحمة الله وبركاته فاجابك بقوله صلى الله عليه وسلم السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين ما افرد نفسه الكريمة بل عمم سلامك على جميع عباد الله الصالحين لانه ارسل رحمة للعالمين فلما سمع ارواح الصلحاء تعميمه صلى الله عليه وسلم نادوا باجمعهم اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله فلما سمعت اسمه المبارك قلت اللهم صل على سيدنا محمد الى اخر صلوٰتك فكانه

ہے۔ پھر جبکہ دو نفل رکعتیں پڑھ چکے تو اب تمہیں اپنے رب کی مجلس انس میں بیٹھنے کی اجازت دی جاتی ہے۔ اس وقت تم اپنے پروردگار پر سلام کہتے ہو اس قول سے کہ التحیات لله و الصلوات والطیبات۔ اس وقت گویا تمہیں کہا جاتا ہے کہ جو کچھ یہ فضیلت اور کرامت تمہیں عطا ہوئی ہے۔ یہ محض حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور طفیل سے ہے اسلئے کہ اسی مقدس ہستی ہی نے تمہیں اس ترتیب کے ساتھ نماز سکھائی ہے تو تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کو حاضر سمجھکر یہ کہتے ہو کہ السلام علیک ایھا النبی ورحمة الله وبركاته تو تمہیں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح جواب دیتے ہیں کہ السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تمہارے سلام کو محض اپنے نفس مبارک کے لئے خاص نہ فرمایا۔ بلکہ سب صالح بندگان خدا کو اس میں شامل فرمالیا۔ اس لئے کہ آپ کو رحمة للعالمین بناکر بھیجا گیا ہے جبکہ صلحاء کے ارواح نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عام عنایت کو سنا تو سب پکار کر کہنے لگے۔ کہ اشہد ان لا اله الا الله واشہد ان محمدا عبده ورسوله۔ اب تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی کو سنکر کہتے ہو

قیل لك سلم فقد فزت بالسلامة قلت السلام علیکم ورحمة الله یمینا وشمالا وقلت اللّٰھم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام تبارکت وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام۔ ثم اعلم ان الصوم جنة من النار ولیس فی العبادات شیئ ابعد من الریا واشق علی النفس منه وھو عبادة بدنیة فریضة علی کل مکلف کالصلوٰة الا فی حق المسافر فانه یجوز له الافطار علی قصد الاعادة قال الله تعالیٰ فی الحدیث القدسی الصوم لی وانا اجزی به وحیث فی فضیلة الصوم قول الله تعالیٰ یوم العرض الاکبر للصائمین کلوا واشربوا هنیئا بما اسلفتم فی الایام الخالیة و الصوم ثلاثة انواع فرض وواجب

اللّٰھم صل علی سیدنا محمد آخر صلوٰۃ تک۔

آپ نہیں کہا جاتا ہے کہ سلام پھیر دو کہ سلامتی سے فائز ہوئے تو تم دائیں اور بائیں ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور کہتے ہو کہ اللّٰھم انت السلام ومنك السلام والیك یرجع السلام تبارکت ربنا وتعالیت یا ذا الجلال والاکرام۔

جاننا چاہیے کہ روزہ آگ (دوزخ) کے لئے ایک سپر (ڈھال) ہے اور سب عبادات میں نفس پر زیادہ شاق اور ریا و نمائش سے دور تر روزہ سے کوئی چیز نہیں۔ اور یہ بدنی عبادت ہے جو ہر ایک مکلف پر نماز کی طرح فرض ہے مگر مسافر (و مریض وغیرہ) کو کہ اُسے قضا کی نیت اور ارادہ کے ساتھ افطار (روزہ نہ رکھنا) جائز ہے۔

حدیث قدسی میں ہے کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "روزہ خاص میرے ہی لئے ہے اور میں اس کی بہت بڑی جزا دیتا ہوں" اور روزہ کی فضیلت میں قیامت کے دن حق تعالیٰ کا یہ فرمانا کافی ہے کہ "کھاؤ اور پیو مزے سے اس صلہ میں جو تم ایام گذشتہ میں بھیج چکے ہو" آیت

روزے کی تین قسمیں ہیں۔ فرض۔ واجب

ونفل فصيام شهر رمضان
فرض على كل مكلف صحيح
مقيم وليس الصوم الامساك
عن المفطرات الثلاثة بل
هناك مفطرات خمس اخر و
هو الكذب والغيبة
والنميمة واليمين الغموس و
النظر بالشهوة فان حفظت
صومك عن المفطرات جميعها
كان الصوم جنة لك من النار
وذخرا لك يوم القيمة وان
لم تحفظه ما كان لك من الصوم
الا الجوع والعطش فاجتهد يا
اخي حتى يسلم صومك من
المفطرات المذكورات ويكون
ثواب صومك مستوفيا لان
يكون هدية منك الى ربك
وصيام النذر والنسك و
الكفارات من جملة الواجبات وصيام
ستة من شوال وصوم يوم عاشورا
ويوما بعده اويوما قبله وصوم
ايام البيض من جملة النوافل
فيها فضيلة عظيمة وان لم تستطع
فما جعل الله عليك في الدين من حرج

اور نفل، رمضان کے روزے تو ہر ایک مکلف تندرست مقیم پر فرض ہیں۔

اور جانو کہ روزہ محض اس سے عبارت نہیں کہ مفطرات ثلٰثہ (تین روزہ توڑنے والی چیزوں یعنی کھانے پینے اور جماع) سے رُک جاؤ بلکہ اس کے پانچ اور بھی مفطرات ہیں اور وہ یہ ہیں جھوٹ، غیبت، چغلی، جھوٹی قسم کھانا، اور نظر بد۔ اگر تم نے روزے کو ان سب مفطرات سے بچا لیا تو تمہارا روزہ بیشک آگ کے سامنے سپر ہوگا۔ اور قیامت کے دن کے لئے تمہارا توشہ بن جائیگا اور اگر تم نے ان امور سے حفاظت کا خیال نہ رکھا تو تمہیں روزے سے بھوک اور پیاس کے سوا کیا حاصل ہوا؟

تو اے عزیز! کوشش کرو کہ تمہارا روزہ ان سب مفطرات مذکورہ سے سلامت رہے اور تمہارے روزے کا ثواب اس قابل ولائق ہو کہ اسے اپنے رب کی بارگاہ میں ہدیہ بنا کر بھیج سکو۔ اور کفارات اور نذروں اور نسک کے روزے واجب ہیں۔

اور شوال کے چھ روزے اور عاشورا کے دن کا روزہ اور ایک دن پہلے اس سے یا ایک دن اس کے بعد روزہ رکھنا اور ایام بیض (۱۳-۱۴-۱۵ ہر ماہ) کے روزے نوافل میں سے ہیں۔ اگر یہ روزے رکھ سکو تو انہیں بڑی فضیلت ہے اور اگر اتنی طاقت نہ ہو "تو اللہ تعالیٰ نے دین کے بارہ میں تم پر کوئی تکلیف لازم نہیں کی ہے"

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من صام رمضان واتبعہ بست من شوال کان کمن صام الدھر کلہ لان الحسنۃ بعشر امثالھا فشھر رمضان بعشرۃ اشھر والستۃ بستین صار المجموع سنۃ کاملۃ وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء و الاحسن ان لا تاکل فی لیالی الصیام مافات منک اکلہ ایام الصیام وان لا تجعل بطنک وعاء الطعام وتملاٗہ الی حلقک بل لا زم بعض الجوع کی یظھر علیک سر الصوم وھو الانتباہ علی جوع الفقراء والمساکین و والاحسن ان تصدق علی الفقراء طعام غدائک و المسنون فی لیالی شھر رمضان ان تصلی عشرین رکعۃ صلوۃ التراویح بعد فرض العشاء وسنتہ والافضل ان تقرأ او تسمع من قاری ختمات القرآن العظیم فمن صام نھارہ وقام لیالیہ بالتراویح کان من الصائمین القائمین

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد شوال کے چھ روزے بھی رکھے تو گویا اس نے ہمیشہ روزے رکھے؛ اس لئے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس گنا دیا جاتا ہے تو رمضان کا ایک مہینہ دس مہینے کے برابر ہوا۔ اور چھ دن اس حساب سے ساٹھ دن ہوئے۔ کُل دن ملا کر ایک سال کامل ہوگیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے؛

اور بہتر یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں اتنا نہ کھاؤ کہ دن کے کھانے کی کسر نکل جائے اور اپنے پیٹ کو کھانے کا برتن سمجھکر حلق تک نہ ٹھونس دو۔ بلکہ کچھ بھوک رہنے دو۔ تاکہ روزے کے اسرار تم پر کھُلیں اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ فقرا اور مساکین کی بھوک کا تمہیں احساس اور قدر ہو اور سب سے بہتر تو یہ ہے کہ اپنے دن کا بچا ہوا کھانا فقرا پر صدقہ کردو۔

اور رمضان کی راتوں میں عشا کے فرض اور سنت کے بعد مسنون ہے (مراد سنت سے خلفائے راشدین کی سنت ہے) کہ نماز تراویح کی بیس رکعت پڑھو۔ اور افضل یہ ہے کہ ان میں قرآن مجید کا ختم خود تم پڑھو یا کسی حافظ کے پیچھے سنو۔ اسلئے کہ جس نے رمضان کے دنوں میں روزے رکھے اور راتوں کو تراویح میں کھڑا رہا۔ تو اس کا نام صائمین اور قائمین کی فہرست میں لکھا جائیگا۔ باقی روزے

ئہ امرادمن مسنون سنۃ الخلفاء الراشدین ۔ منہ

وباقی احکام الصوم مذکورۃ
فی کتب الفقہ فارجعہا ان شئت
الثالث من ارکان الاسلام
الحج وھو عبادۃ بدنیۃ ومالیۃ
فریضۃ علی کل من استطاع
الیہ سبیلا والحج من اکبر
القربات الی اللہ تعالی و
لیس جزاء الحج المبرور الا الجنۃ
قال اللہ تعالی وللہ علی الناس
حج البیت من استطاع الیہ
سبیلا ومن کفر فان اللہ
غنی عن العالمین عبر
سبحانہ وتعالی عن لم یحج مع
الاستطاعۃ بالکفر یعنی ان
من لم یحج وھو یستطیعہ
فکانہ کفر عیاذا باللہ و
قال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم من
حج ھذا البیت ولم
یرفث ولم یفسق رجع
کیوم ولدتہ امہ فان
استطعت فلا تھمل حضور
بیت ربک ومواقف
مغفرۃ ذنبک

کے مفصل احکام وغیرہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں
اگر چاہو تو ان کی طرف رجوع کرو۔

ارکان اسلام سے تیسرا رکن حج ہے۔ اور
حج عبادت بدنیہ بھی ہے اور مالیہ بھی۔ ہر اس شخص
پر جس کو جانے کی قدرت ہو فرض ہے۔ اور حج
اللہ تعالی کی بارگاہ میں تقرب کا بڑا وسیلہ ہے
اور حج مبرور (جس میں بھلائیاں لگی ہوں ...)
کی جزا جنت ہی ہے۔ حق تعالی کا ارشاد ہے کہ
"اللہ کے لئے لوگوں پر بیت اللہ کا حج کرنا فرض
ہے۔ اس شخص پر جس کو مقدور ہو اور جو شخص کفر
(انکار) کرے تو اللہ دنیا جہان والوں سے بیشک
بے پرواہ ہے"

اللہ تعالی نے اس شخص پر جو استطاعت
ہوتے ہوئے بھی روگردانی کرتا ہے۔ کفر کا لفظ
اطلاق کیا ہے یعنی جس شخص نے باوصف قدرت
کے حج ادا نہ کیا تو گویا وہ کافر ہوا۔ عیاذا باللہ۔
(اللہ پناہ میں رکھے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس
نے اس گھر (خانہ کعبہ) کا حج کیا اور عدول حکمی
کی اور اس میں عورت سے باز رہا تو وہ گناہوں
سے پاک ہو کر اس طرح لوٹیگا۔ گویا کہ اس کو اس
دن ماں نے جنا ہے۔

تو اگر تمہیں استطاعت ہے تو اپنے رب کی
بارگاہ کی حاضری اور گناہوں کی مغفرت کی جگہوں

فانك لاتدري ايمهل لك الى
قابل ام لا فاذا اردت الخروج
من بيتك واعطيت اهلك
مايكفيهم الى رجوعك اليهم من
النفقة والملبس والمسكن وما
يحتاج اليه الانسان واخذت
معك من النفقة مايكفيك
الى رجوعك الى اهلك فاحلل
نفسك من الغرامات المالية
والنفسية واستودع من تعرفه
واجعل سفرك للحج سفر الآخرة
واقطع طمع الرجوع الى اهلك و
اطلب لرفقة الصالحين وارفق
بالرفقاء واحسن اليهم واحمل
مؤنتهم ما استطعت فاذا وصلت
الى الميقات فاخلع نعليك فانك
بالواد المقدس طوى اعني فاخلع
نعال هواك ومقتضيات نفسك
وجرد من لباسك المالوف والبس
الكفن المسمى بالاحرام واحسر
راسك فانك متوجه الى حرم
ربك ومحل مغفرة ذنبك وصل
ركعتي الاحرام بعد الطهارة الكاملة
وقل بلسان الحال والقال لبيك اللهم

کی زیارت میں غفلت نہ کرو اور ڈھیل دو۔ تمہیں کیا خبر ہے کہ آئندہ سال تک تمہیں زندہ رہنے کی مہلت دیجائے گی یا نہیں پس جبکہ تم اپنے گھر سے نکلنے کا قصد کر چکے اور اپنے اہل وعیال کو رہنے کا مکان اور کھانے پینے کا نفقہ اور لباس اتنا دے چکے جو تمہاری واپسی تک ان کو کافی ہو سکے تو اپنے نفس کو نفسی اور مالی تاوانوں اور حقوق سے آزاد کر لو۔ اور شناسا لوگوں سے وداعی رخصت لیلو اور حج کے سفر کو آخرت کا سفر سمجھو اور واپس لوٹنے کا خیال اور طمع دل سے نکال لو۔ اور صالح لوگوں کی رفاقت اختیار کرو۔ اور رفیقوں کے ساتھ سفر میں نرمی سے پیش آؤ۔ اور ان کے ساتھ بھلائی کرو اور انکی پہنچائی ہوئی تکلیف جہانتک ہو سکے برداشت کرو؛

پس جبکہ میقات[۱] پر پہنچو تو اپنے جوتے اُتار ڈالو اس لئے کہ تم وادیٔ مقدس طوٰی میں ہو؛

یعنی اپنے نفس کی خواہشات اور آرزوؤں کی جوتیاں اُتار ڈالو۔ اور اپنے معمولی اور مانوس کپڑے اتار کر کفن پہن لو جسکو احرام کہا جاتا ہے اور اپنے سر کو ننگا کر دو۔ اس لئے کہ حرم رب کی طرف متوجہ ہو اور اپنے گناہوں کی بخشش کی جگہ حاضر ہو رہے ہو۔ اور پوری پاکی کے بعد دو رکعتیں احرام کی پڑھو۔ اور زبان حال اور قال سے کہو لبیک
اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد

[۱] وہ مقررہ جگہ جہاں سے احرام باندھا جاتا ہے ۱۲ منہ

لبیک لبیک لاشریک لک لبیک
ان الحمد والنعمۃ لک و
الملک لاشریک لک کانک
تجیب داعی ربک ابراھیم
الخلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام
حین ناداک الی حضور بیت
ربک بامر اللہ تعالیٰ حیث
قال لہ واذن فی الناس بالحج
یاتوک رجالا وعلی کل ضامر
یاتین من کل فج عمیق لیشھدوا
منافع لھم ویذکروا اسم اللہ
فی ایام معلومات بقولک
لبیک وعبدک حاضر بین
یدیک فاذا وقع نظرک
علی الکعبۃ المعظمۃ فاسئل من
اللہ تعالیٰ الایمان والامن من شرور
النفس والشیطان وطف بالبیت
سبعا متخشعا متذللا بالطریق
المسنون وادع بالدعوات الماثورۃ
والتزم الملتزم وامسک ذیل
البیت المکرم وادع اللہ تعالیٰ
بخیر الدنیا والاخرۃ واذکر ذنوبک
فی نفسک وابک علیھا وصل رکعتی
الطواف خلف المقام اخرج الی الصفا

والنعمۃ لک والملک لاشریک لک ؛
گویا کہ تم اپنے پروردگار کے بلانے والے
حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت
پر لبیک کہہ رہے ہو کہ وہ تمہیں اپنے رب کے
گھر میں حاضری کے لئے پکار رہے تھے . جبکہ
انہیں اللہ تعالیٰ نے امر فرمایا تھا کہ "لوگوں میں
حج کا اعلان کر دو آئیں گے وہ تمہارے پاس پیادے
اور سوار ہو کر دبلی اونٹنیوں پر دور دراز راستے
سے تاکہ حاضر ہو جائیں اپنے فائدے کیلئے اور
اللہ کا نام لیں چند معلوم دنوں تک " تو گویا اب
تم ان کے بلاوے کی اس طرح اجابت کر رہے ہو
کہ: لبیک! غلام حضور میں حاضر ہے!
پس جبکہ تمہاری نظر کعبہ معظمہ پر پڑ جائے . تو
اللہ تعالیٰ سے ایمان اور نفس و شیطان کی
شرارتوں سے امان کا سوال کرو اور بیت اللہ
کا سات مرتبہ نہایت عجز اور اپنی ذلت کے
اظہار کے ساتھ طریقہ مسنونہ پر طواف کرو . اور
ماثورہ دعائیں پڑھو اور ملتزم سے چمٹ جاؤ .
اور دامن (غلاف) کعبہ مکرم پکڑ کر اللہ تعالیٰ
سے دنیا اور آخرت کی خیر اور بہتری کی دعائیں
مانگو . اور اپنے گناہوں کو اپنے دل میں یاد کر کے
ان پر آنسو بہاؤ . اور دو رکعتیں طواف کے
مقام ابراہیم کے پیچھے پڑھو . اور صفا کیطرف[1]
قلب کی صفائی کے ساتھ نکلو اور دونوں مردوں

[1] صفا اور مروہ دو پہاڑیوں کے نام ہیں ۱۲ منہ

صافی القلب واسع بالمروۃ والسکینۃ والوقار ولا تؤذ احدًا فی سعیک وان اوذیت فاصبر علیہا ودم علی احرامک ان کنت مفردا او قارنا واخرج الی العرفات حاسرا حافیا والاحسن ان تکون ماشیا واشتغل بالتلبیۃ والدعاء والتذلل واعلم بان العرفات مثال العرصات حیث یجمع الخلائق فی صعید فمنہم الناجی ومنہم المہلک فالمقبول ہو الناجی والمخذول ہو الہالک وبعد غیبوبۃ الشمس ترجع الی المزدلفۃ کذلک والمزدلفۃ مثال میزان الاعمال یوم القیمۃ ورمی الجمرات بمنی مثال للصراط فان مر علی الصراط بالسلامۃ دخل جنۃ بیت اللہ الحرام امنا مکرمًا بانواع الکرامات الصوریۃ والمعنویۃ واقم بمنی ثلاثۃ ایام واذبح بعد الرمی فی الیوم الاول شاۃ ان قدرت علیہ واحلق شعر راسک والبس ثیابک

پر مروت اور اطمینان اور وقار سے دَوڑو اور کسی کو اپنی دَوڑ میں تکلیف نہ پہونچاؤ۔ اور اگر تمہیں کوئی ایذا پہونچے تو اس پر صبر کرو۔

اگر تم مفرد یا قارن ہو تو احرام باندھے ہی ہو اور عرفات کی طرف ننگے سر اور ننگے پاؤں نکل جاؤ۔ بہتر یہ ہے کہ پا پیادہ چلکر جاؤ۔ اس دوران میں لبیک اور دعا اور زاری کے ساتھ ہر وقت مشغول رہو اور جانو کہ عرفات عرصات قیامت کے مثال ہے۔ جہاں پر سب لوگ ایک میدان میں جمع ہوتے ہیں۔ بعض ان میں سے ناجی ہیں اور بعض ہلاکت میں پڑے ہوئے ہیں جو ناجی ہے وہ مقبول ہے۔ اور جو مخذول (رسوا) ہے۔ وہی ہلاکت میں پڑا ہوا ہے ؛

اور غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف اسی طرح جیسا کہ مذکور ہوا لوٹو اور مزدلفہ میزان (ترازو) اعمال کی طرح ہے۔ جو قیامت کے دن ہوگا۔ اور منیٰ میں کنکریاں پھینکنا پُصراط کی مثال ہیں۔ اگر صراط پر سلامتی سے گذر گئے تو جنت یعنے بیت اللہ الحرام میں امن کی حالت اور طرح طرح کی عزتوں سے معزز ہو کر داخل ہوگئے پھر منیٰ میں تین دن ٹھیرو اور کنکریاں پھینکنے کے بعد اگر استطاعت ہے تو پہلے دن ایک بکرا ذبح کرو اور سر کے بال منڈاؤ۔ اور اپنے معمولی کپڑے پہن لو ؛

وفیہ ایماء الی ذبح نفسك الامارة بالسوء فاذبحها حق الذبح ولا تسمنها وترجع الی اهلك وهی اسمن واخبث مما كانت. فاذا فرغت من اركان الحج فانهض الی الطيبة الطاهرة قاصدا زيارة قبر المصطفى وضريحه المعطر المصفى صلى الله عليه وسلم والزم الادب واكثر الصلوة والسلام عليه صلى الله عليه وسلم طول الطريق وانظر الی الجبال التی بين الحرمين الشريفين بعين العز والشرف فانها جبال وقع نظر المصطفى صلى الله عليه وسلم عليها ولا تحسبها جامدة فانها تمر مر السحاب معك الی زيارته صلى الله عليه وسلم ومن الادب ان تدخل المدينة المطهرة ماشيا حافيا واضعا نظرك على قدميك فاذا اتيت المسجد المكرم فادخله بعد ما تطهرت وتطيبت ثم عند المواجهة الشريفة واضعا

اس میں اپنے نفس امارہ (جو بری باتوں کا امر کرتا ہے) کے ذبح کی طرف اشارہ ہے۔ پس اسکا گلا اچھی طرح کاٹ دینا۔ اور اس کو زیادہ تیار اور موٹا نہ بنانا کہ جب تم واپس لوٹو تو یہ نفس کہیں پہلے سے بھی زیادہ موٹا اور خبیث ہو کر نہ لوٹے۔

جب تمہیں ارکان حج سے فراغت ہوئی تو طیبہ طاہرہ (مدینہ منورہ) جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اس مبارک سفر سے قصد و نیت حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک اور آپکی معطر و مصفے خوابگاہ کی زیارت ہی ہو۔ اور جاتے وقت سارے راستہ میں ادب کو ہاتھ سے نہ جانے دینا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہت بہت پڑھتے رہنا اور وہ پہاڑ جو حرمین شریفین کے درمیان واقع ہیں۔ ان کو نہایت عزت اور شرف کی نگاہ سے دیکھنا۔ اس لئے کہ ان پر حضور انور کی نظر مبارک پڑی تھی اور ان کو بیجان اور جامد نہ سمجھنا بلکہ یہ بھی تمہارے ساتھ بادلوں کی طرح سے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زیارت کیلئے چل رہے ہیں اور ادب اس میں ہے کہ مدینہ منورہ میں پا پیادہ ننگے پاؤں اپنی نظر کو قدموں پر جما کر داخل ہو جاؤ۔

اور جب مسجد مکرم نبوی کے قریب پہونچو تو طہارت کاملہ اور خوشبو لگانے کے بعد اس میں داخل ہو۔ اور مواجہہ شریف یعنی آنحضرت ؐ

يمينك على شمالك متوجها
لقبره الشريف ولا تحسب
انك زرته ميتا بل هو
في قبره حي يعرفك وينظر
اليك فاجتهد في الادب
والتخشع له صلى الله عليه
وسلم ولتكن اهم سؤالك
منه الشفاعة عند الله تعالى
نقل الصلوة والسلام
عليك يا رسول الله
جئتك زائرا ظالما
لنفسي فاستغفرلي
عند ربي فقد قال الله
تعالى في كلامه العظيم
على لسانك الكريم
ولو انهم اذ ظلموا
انفسهم جاؤك
فاستغفروا الله و
استغفرلهم الرسول
لوجدوا الله توابا
رحيما
وها انا جئتك مستغفرا
لذنبي فاستغفرلي عند
ربي يا خير من

کے چہرہ شریف کی طرف رُخ کر کے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھکر کھڑے رہو۔ اور کبھیں یہ خیال نہ کر بیٹھنا کہ میں حضور انور کی موت کی حالت میں زیارت کر رہا ہوں بلکہ آپ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں۔ تمہیں پہچانتے ہیں۔ اور تمہاری طرف دیکھ رہے ہیں تو خشوع خضوع اور ادب میں تمہیں نہایت کوشش کرنی چاہیئے اور حضورؐ سے تمہارا سب سے اہم سوال آپ کی شفاعت کا ہی ہونا چاہئے پس کہو الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ حضور! میں آپکی زیارت کے لئے اس حال میں حاضر ہوا ہوں کہ اپنے آپ پر ظلم کئے ہوئے ہوں۔ تو آپ میرے رب سے میرے لئے مغفرت وبخشش طلب کیجئے۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں آپ ہی کی زبان مبارک سے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ

"اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا تھا۔ تمہارے پاس آجاتے اور اللہ سے معافی چاہتے۔ اور معافی چاہتے ان کے لئے رسول تو ضرور پاتے اللہ کو توبہ قبول فرمانیوالا بڑا مہربان"

تو حضور دیکھئے میں بھی آپکے پاس اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی چاہنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ مجھے معافی دلوا دیجئے۔

ترجمہ شعر:۔ اے ان سب لوگوں سے بہتر جو

دفنت فی الترب اعظمه فطاب
من طیبهن القاع والاکم
روحی الفداء لقبر انت ساکنه
فیه العفاف وفیه الجود والکرم
ولا ترح نظرك الی زینة المسجد
وتزخرفه بالذهب وغیر
ذلك واسرح نظر قلبك الی
الانوار والاسرار النازلة علی
حرمه المکرم وسلم کذلك علی
صاحبیه وضجیعیه ورفیقیه
فی الدنیا والبرزخ والآخرة
الصدیق والفاروق رضی الله
عنهما ومن الادب ان لا تلصق
جسدك بالشباك المحترم فان
ذلك محل حضور المقربین من
الملٰئکة وعباد الله الصٰلحین
واغتنم ایام المجاورة للطیبة
الطاهرة واجتهد حق الاجتهاد
فی العبادة واحیاء لیالی المجاورة
وزر المآثر والمقابر خصوصًا
البقیع واغتنم فیه زیارة ذی
النورین وضریح الآل الاطهر
والاولاد المطهر وامهات المؤمنین
رضوان الله علیهم اجمعین وسائر عباد
الله الصالحین

جن کی ہڈیاں مٹی میں دفن کی گئی ہیں، جنکی خوشبو سے چٹیل میدان اور ٹیلے سب خوشبودار ہو گئے ہیں تیری روح اس قبر پر قربان ہو جس میں آپ استراحت فرما ہیں۔ اس میں بڑی نفاست اور پاکیزگی ہے اور اس میں جود و کرم کا دریا اُمنڈ رہا ہے ؟

اور اپنی نظر کو مسجد کی زیب و زینت اور اس کے طلائی نقوش اور اس کی آراستگی میں نہ لگاؤ بلکہ اپنے قلب کی نظر ان انوار اور بھیدوں میں لگاؤ جو آپکے حرم محترم پر برس رہے ہیں،

اسی طرح آپ کے ہمخواب صاحبین اور دنیا و برزخ و آخرت کے رفیق سیدنا صدیق و سیدنا فاروق رضی اللہ عنہما پر سلام کہو۔

اور ایک بات ادب کی یہ ہے کہ اپنے جسم کو ان محترم جالیوں سے نہ چپٹاؤ اس لئے کہ وہ مقربین ملائکہ اور عباد صالحین کے حاضری کی جگہ ہے۔

اور طیبہ طاہرہ (مدینہ منورہ) کے ہمسائگی کے مبارک ایام کو نہایت غنیمت سمجھو اور اس زمانہ میں عبادت اور راتوں کے جاگنے میں بہت کوشش کرو۔

اور دوسرے یادگار مقامات اور قبرستانوں کی زیارت کرو خصوصاً جنت البقیع کے مقابر کی اور اسمیں حضرت عثمان ذی النورین کی زیارت اور آل اطہر و اولاد مطہر اور امہات المومنین اور باقی عباد صالحین کی زیارت کو بہت غنیمت جانو

فان فی البقیع کنوزا لا یعلم قدرها الا اللہ تعالیٰ وزر ما آثار احد وقبا فان احد اجبل کان یحب رسول اللہ ویحبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفیہ کنز ضریح سید الشہداء امو ضرائح سائر الشہداء مما لا یعلم قدرها الا اللہ تعالیٰ

والرابع من ارکان الاسلام الزکاۃ وھی عبادۃ مالیۃ فرضیۃ بالکتاب والسنۃ ترکھا کبیرۃ وانکارھا ارتداد کسائر الارکان

قال اللہ تعالیٰ والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمی علیھا فی نار جہنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم وقال الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ لاقاتلن من

فرق

بین الصلوٰۃ

و

الزکات

بقیع میں ایسے خزانے مدفون ہیں جن کی قدر کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اور احد اور قبا کے آثار ومقابر کی زیارت کیلئے بھی جاؤ۔ احد ایسا پہاڑ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کیا کرتا تھا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت رکھتے تھے۔ اسی احد میں سید الشہداء (حضرت حمزہ رضؓ) کی تربت ایک خزانہ بے بہا ہے۔ اور اس میں اور شہیدوں کی بھی تربتیں ہیں۔ جن کے قدر ومرتبے کو اللہ ہی جانتا ہے"

اسلام کا چوتھا رکن زکات ہے اور زکات عبادت مالیہ ہے جس کی فرضیت قرآن وحدیث سے ثابت ہے اسکا ترک گناہ کبیرہ ہے اور اس سے انکار کرنا بھی مثل اور ارکان کے ارتداد (مرتد ہونا) ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "جو لوگ جمع کر رکھتے ہیں سونا اور چاندی اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو ان کو خوشخبری سنا دیجئے دردناک عذاب کی۔ جس دن وہ (سونا چاندی) دوزخ کی آگ میں تپایا جائیگا پھر اس سے داغے جائیں گے ان کے ماتھے اور کروٹیں (پہلو) اور پیٹھیں (اور کہا جائیگا) کہ یہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا۔ اب مزا چکھو اپنے جمع کرنے کا"

اور حضرت ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ قسم ہے خدا کی البتہ میں اُس سے لڑونگا جو نماز اور زکات میں فرق کرتا ہے۔

على كل من له نصاب ونصاب النقود والحلي والماشية مذكور في كتب الفقه واعلم يا اخي ان المال مال الله تعالى و انت كالعبد المأذون يجوز له التصرف في المال على نحو ما امر به سيده وقد اذن الله لك التصرف فيه بحصوله بالوجه الشرعي وامرك باعطاء حصة منه الى الفقراء والمساكين وذوي الحاجات فلا تبخل بها واعطها من طيب النفس واعرف المنة لله تعالى عليك فيها حيث يقبلها منك فانه سيجيئ زمان لا يقبل من احد احد شيئا قال الله تعالى ولا يحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله من فضله هو خيرا لهم بل هو شر لهم سيطوقون ما بخلوا به يوم القيمة وان المال مال الله تعالى

متعلق به

من

فضله

من

اور زکات اسی پر ہوتی ہے. جو مالک نصاب ہو اور نصاب نقد اور زیور اور چوپایوں کا فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے.

اور اے عزیز جانو کہ مال حقیقت میں سب اللہ تعالیٰ ہی کا ہے تم تو ماذون (اذن دیئے گئے) غلام کی طرح سے ہو. ماذون غلام کو اسی قدر مال میں تصرف جائز ہے جہاں تک کہ اس کے آقا نے اسے اجازت دے رکھی ہو. اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں تصرف کی اتنی اجازت دی ہے کہ مال کو شرعی طور پر حاصل کرو اور شرعی طور پر خرچ کرو اور یہ بھی اسکا حکم ہے. کہ ایک حصہ اس مال میں سے فقراء اور مساکین اور اہل حاجت کو دیدو. تو پھر تم اس میں بخل کیوں کرتے ہو تمہیں نہایت خوشی اور فراخدلی سے دیدینا چاہئے.

بلکہ اللہ تعالیٰ کا احسان سمجھو کہ وہ تم سے قبول کرتا ہے اس لئے کہ قریب ہی ایک زمانہ ایسا آئیگا جس میں کوئی کسی سے کچھ نہ لیگا.

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نہ سمجھیں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس مال پر جو اللہ نے انکو دیا ہے اپنی مہربانی سے کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے. بلکہ یہ ان کے لئے برا ہے. قریب ہے کہ قیامت کے دن طوق بنا کر ڈالدیا جائیگا اس چیز کا جس پر انہوں نے بخل کیا تھا.

جب مال اللہ تعالیٰ ہی کا ہے. اور اس لئے اپنے

غير استحقاق لك وجعلك
امينا فيه الى اجل معدود
فلا تبخل ولا تخن فيه فانه
سيرده منك الى غيرك كما
رده من غيرك اليك ثم
اعلم ان السر فى امر الزكوٰة
اختبار الله تعالى عباده كى
يعلم الصادقين منهم و
الكاذبين لان الدنيا فتنة
قال الله تعالى انما اموالكم
و اولادكم فتنة وحبة
الاموال والاولاد طبعية
فمن خالف طبعه وانفق
ماله فى سبيل الله واعطى
زكوة ماله للفقراء فاز فوزا
عظيما- ومن وافق طبعه اللئيم
وبخل بما اتاه الله تعالى ولم
يؤد ما افترض الله عليه
خسر خسرانا مبينا- قال الله
تعالى احسب الناس ان يتركوا ان
يقولوا امنا وهم لا يفتنون
ولقد فتنا الذين من قبلهم
فليعلمن الله الذين صدقوا
وليعلمن الكاذبين-

فضل سے بغیر تمہاری کسی حقداری کے تم کو اس سے فائدہ اٹھانے کا حق دیا ہے اور تمہیں ایک مقررہ مدت تک اس پر امین بنایا ہے تو تم اس میں خیانت اور بخل نہ کرو۔ اس لئے کہ بہت ممکن ہے کہ وہ اسے تم سے چھین کے دوسرے کو دیدے جیسا کہ دوسرے سے لیکے تمہیں دیدیا ہے۔

اور جانو کہ زکات کے حکم میں یہ راز ہے کہ خدائے تعالیٰ اپنے صادق اور کاذب بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ اس لئے کہ دنیا ایک فتنہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تمہارے اموال اور اولاد فتنہ ہیں۔ اور اموال اور اولاد کی محبت انسان کے لئے ایک طبعی بات ہے۔ پس جس شخص نے کہ اپنی طبیعت کی مخالفت کی اور مال کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں صرف کر دیا اور اپنے مال کی زکات فقراء کو دیدی تو وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔

اور جس نے اپنی طبع لئیم کی موافقت کی اور اللہ پاک کی دی ہوئی چیزوں میں بخل کرنے لگا۔ اور اللہ نے جو اس پر فرض کیا تھا۔ اس کو ادا نہ کیا تو وہ بڑے ٹوٹے میں رہا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ چھوڑ دئے جائینگے اتنا کہنکر کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جائیگا۔ اور ہم نے آزمایا تھا ان لوگوں کو جو ان سے پہلے تھے۔ پس اللہ معلوم کریگا ان لوگوں کو جو سچے ہیں اور معلوم کریگا جھوٹوں کو۔"

ومما ینجیك من عذاب الله تعالیٰ وغضبه الصدقة المتطوعة على المحتاجين والترحم على خلق الله صغيرا او كبيرا فقيرا او غنيا مسلما او كافرا انسانا او حيوانا حتى على حشرات الارض وما اباح الشرع قتله من الموذيات يقتل ولا يعذب ولا يحرق بالنار كائنا ما كان قال النبي صلى الله عليه وسلم الصدقة تطفئ غضب الرب وقال عليه الصلوة والسلام الراحمون يرحمهم الرحمان ارحموا من في الارض يرحمكم من في السماء ومن الادب ان تعطى الصدقة بطيب النفس من غير منة ولا تبعة بيدك اليمنى ولا ترمى بالفلس والدراهم الى الفقير بل امسكها في كفك واحضره له حتى ياخذه هو من يدك لتكون اليد العليا للفقير لان الفقير

اور ان چیزوں میں سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے عذاب اور غضب سے نجات دے سکتی ہیں۔ ایک نفلی صدقہ بھی ہے جو محتاج لوگوں کو دیا جاتا ہے اور نجات دہندہ امور میں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر رحم کرنا بھی ہے۔ چھوٹا ہو چاہے بڑا، فقیر ہو یا غنی، مسلمان ہو یا کافر، انسان ہو چاہے حیوان۔ یہاں تک کہ کیڑے مکوڑے پر بھی۔ اور جن موذی جانوروں کے مارنے کی شرع شریف نے اجازت دی ہے۔ ان کو قتل کیا جائیگا لیکن کسی طرح بھی عذاب دینا یا آگ میں جلانا بالکل روا نہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "صدقہ پروردگار کی آتش غضب کو ٹھنڈا کرتا ہے"۔ اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "رحم کرنیوالوں پر رحمان بھی رحم کرتا ہے تم زمین کے بسنے والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا"۔

اور صدقہ کے آداب میں سے یہ ہے کہ صدقہ دل کی خوشی کے ساتھ بغیر احسان جتلانے کے اپنے دائیں ہاتھ سے دو۔ اور دینے کے بعد اس شخص کو کوئی تکلیف نہ پہنچاؤ۔ اور روپیہ پیسہ فقیر کو پھینک کر نہ دو بلکہ اپنے ہاتھ پر رکھکر اس کے سامنے کردو۔ تاکہ وہ تمہارے ہاتھ سے لے لے، اور فقیر کا ہاتھ اونچا رہے۔ اس لئے کہ

اس سئلہ اللہ تعالیٰ ایاک
یستلو منک ما امرک اللہ
بہ فلا تقہرہ رسول ربک
فان اخذہا بطیب النفس
فالمنۃ للفقیر علیک و ان
ردہا او اغلظ فی السؤال
فلا تؤذہ بالقول ولا بالفعل
قال اللہ تعالیٰ قول معروف
ومغفرۃ خیر من صدقۃ
یتبعہا اذی واللہ غنی حلیم
اشار تعالیٰ سبحانہ بقولہ غنی
حلیم الی التخلق باخلاق اللہ
تعالیٰ فانہ مع غناہ حلیم یحب
ان یسأل عنہ فاللازم علی
الاغنیاء الحلم للفقراء فہذہ
الارکان الاربعۃ للاسلام
قد بینا ہالک مختصرا فہما
ولا تترکہا سدی فتہدم
وبہدمہا یہدم الاسلام
عیاذا باللہ تعالیٰ ولکل واحد
منہا حدود و واجبات و
سنن ومستحبات ومکروہات
ومفسدات مذکورۃ فی علم الفقہ
مفصلۃ فعلیک بتعلیمہا

فقیر کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ تمہیں اس بار سے سبکدوش کردے جو تمہیں خداوند تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو اپنے رب کے بھیجے ہوئے کو حقیر نہ بناؤ۔

اگر اس نے خوشی سے لیلیا تو اس کا تم پر احسان ثابت ہوا۔ اور اگر اس نے رد کردیا اور سوال میں سختی کرنے لگا۔ تو اس کو اپنے کسی قول و فعل سے ایذا نہ پہنچاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "معقول بات (کرنا) اور (خطا سے) درگذر کرنا بہتر ہے ایسی خیرات سے جس کے بعد ستانا ہو اور اللہ غنی وحلیم ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے غنی اور حلیم کے کہنے سے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ متخلق ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ باوجود اپنی غنا کے ایسا حلیم ہے جو دوست رکھتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے تو اغنیاء پر لازم ہے کہ فقراء کے ساتھ حلم سے پیش آئیں۔

یہ اسلام کے چار ارکان جو ہم نے مختصراً بیان کر دیئے انکا خوب خیال رکھو اور بیکار سمجھکر نہ چھوڑ دو۔ کہ ان کے گرنے سے اسلام کی عمارت گرجائے گی۔ عیاذاً باللہ (پناہ بخدا)

اور ان ارکان میں سے ہر ایک کے حدود اور واجبات اور سنتیں اور مکروہات اور مفسدات علم فقہ میں مفصل مذکور ہیں۔ ان کی تعلیم اپنے اوپر

رزقنا اللہ تعالی علما نافعا وعملا متقبلا

فصل فی اعمال القلب والروح

وھذا الباب بحر واسع لا یھتدی الی ساحلہ الا بدلیل التوفیق

اعلم ان ھذین الاسمین تستعمل فی ھذا الباب قل من یحیط بمعانیھما وحدودھما واکثر الاغالیط منشاءھا الجھل بمعانیھما فھا انا اذکر لک ما ھو مقرر عند علماء الربانیین فی بیانھما واکثر ما ذکرہ مستنبط من کتاب احیاء علوم الدین لحجۃ الاسلام ابی حامد محمد الغزالی رحمہ اللہ تعالی بالاختصار وکتاب الاحیاء مستغن بحسنہ عن توصیفنا ھذا اطنب العلماء فیہ حتی قال الشیخ محی الدین النووی کاد الاحیاء ان یکون قرانا وقال الشیخ السقاف عبدالرحمان بن محمد العلوی من لم یطالع الاحیاء ما فیہ حیوۃ وقال الشیخ العیدروس عبداللہ العلوی لو نطق الاموات

لازم رکھو۔ اللہ تمہیں علم نافع اور عمل مقبول نصیب فرمائے۔

فصل (اعمال قلب اور روح کے بیان میں)

یہ باب ایسا وسیع بحر ہے کہ اس کے ساحل تک توفیق کی رہنمائی کے بغیر کوئی ہدایت یاب نہیں ہوسکتا:

جاننا چاہیئے کہ قلب اور روح دو ایسے نام ہیں جو اس باب میں بہت مستعمل ہوتے ہیں اور شاذونادر ہی ایسا شخص پایا جائیگا۔ جو ان کے معانی اور حدود پر محیط ہو اور اکثر غلطیوں کا منشاء ان کے معانی سے ناواقف ہونا ہی ہے۔ جو معنی علمائے ربانیین کے نزدیک ثابت ہے وہ میں تمہیں کھول کر بتا دیتا ہوں:

اور جو میں بیان کرونگا۔ اسکا اکثر حصہ کتاب احیاء العلوم سے مختصر کرکے لیا گیا ہے جس کے مصنف حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اور احیاء العلوم اپنی خوبیوں کی وجہ سے ہماری توصیف سے مستغنی ہے اور علماء نے اس کی تعریف میں کلام کو بہت طول دیا ہے۔ یہانتک کہ شیخ محی الدین نووی کہتے ہیں کہ قریب ہے کہ احیاء العلوم قرآن ہوتا اور شیخ سقاف عبدالرحمن بن محمد علوی کہتے ہیں کہ جس نے احیاء العلوم کا مطالعہ نہیں کیا تو اس میں حیات ہی نہیں" اور شیخ عیدروس عبداللہ علوی کہتے ہیں کہ اگر مردے بولنے لگیں تو وہ بھی احیاء العلوم

لما امروا الا بقراءة الاحياء قال الشيخ علي بن ابي بكر بن عبد الرحمن العلوي لو قلب اوراق الاحياء كافر لاسلم لسر خفي مودع فيه يجذب القلوب الى حضرة علام الغيوب فقال رضي الله عنه اللفظ الاول لفظ القلب وهو يطلق لمعنيين احدهما اللحم الصنوبري الشكل المودع في جانب الايسر من الصدر وهو لحم مخصوص وفي باطنه تجويف وفي ذلك التجويف دم اسود هو منبع الروح ومعدنه وهذا القلب موجود للبهائم بل هو موجود للميت ونحن اذا اطلقنا لفظ القلب في هذا الباب لم نعن به ذلك فانه قطعة لحم لا قدر له وهو من عالم الملك والشهادة والمعنى الثاني هو لطيفة ربانية روحانية لها بهذا القلب الجسماني تعلق وتلك اللطيفة هي حقيقة الانسان وهو المدرك العالم العارف من الانسان وهو المخاطب والمعاقب والمعاتب والمطالب ولها علاقة مع القلب الجسماني وقد تحيرت عقول اكثر الخلق في ادراك وجه علاقته

کے پڑھنے ہی کا امر کریں: اور شیخ علی بن ابی بکر بن عبد الرحمٰن العلوی کہتے ہیں کہ بسبب اس پوشیدہ راز کے جو احیاء العلوم میں مضمر ہے جو دلوں کو حق تعالیٰ کی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اگر ایک کافر بھی اس کے اوراق اُلٹیگا تو مسلمان ہو جائے گا۔

امام غزالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ پہلا لفظ قلب ہے اور اسکا اطلاق دو معنی پر ہوتا ہے۔ ایک اس صنوبری شکل گوشت کو کہتے ہیں جو بائیں جانب سینہ میں رکھا ہوا ہے اور وہ ایک خاص گوشت کا ٹکڑا ہے جسکا اندر خالی ہے اور اس خالی جگہ میں سیاہ خون بھرا ہوا ہے اور وہی روح کا منبع اور معدن ہے۔ یہ قلب تو چارپایوں بلکہ مردوں میں بھی موجود ہے اور ہم جبکہ قلب کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے ہماری مراد یہ نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ وہ تو ایک گوشت کا ٹکڑا ہے جس کی کوئی قدر نہیں اور یہ عالم ملک و شہادت (عالم دنیا) سے ہے:

دوسری معنے اس کے یہ ہیں کہ وہ ایک ربانی اور روحانی لطیفہ ہے۔ اس کو اس قلب جسمانی کے ساتھ تعلق ہے اور یہی لطیفہ انسان کی حقیقت ہے اور یہی انسان میں مدرک اور عالم اور عارف ہے اور یہی مخاطب اور مورد عقاب و عتاب و مطالبہ ہے۔ اس کو اس قلب جسمانی کے ساتھ علاقہ تو ہے لیکن اکثر لوگوں کی عقلیں اس علاقہ کی وجہ

فان تعلقه به یضاهی تعلق
الاعراض بالاجسام و
شرح ذلك مما نتوقاه
لمعنيين احدهما انه
متعلق بعلوم المكاشفة و
ليس غرضنا في هذا
الكتاب تلك العلوم و
الثاني ان تحقيقه يستدعي
افشاء سر الروح وذلك
مما لم يتكلم فيه رسول
الله صلى الله عليه وسلم
فليس لغيره ان يتكلم فيه
والمقصود انا اذا اطلقنا
لفظ القلب في هذا الباب
نريد منه هذه اللطيفة
الربانية واللفظ الثاني
الروح وهو ايضا يطلق لمعنيين
احدهما جسم لطيف منبعه
تجويف القلب الجسماني فينتشر
بواسطة العروق الضوارب الى
سائر اجزاء البدن وجريانه في
البدن وفيضان انواره فيه ايضا
يضاهي فيضان النور من السراج
الذي يدار في زوايا البيت و

کے سمجھنے میں حیران ہیں۔ اس لئے کہ اس کا تعلق قلب جسمانی کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور اسکی شرح کو ہم دو وجہ سے محفوظ رکھتے ہیں۔

اول تو یہ کہ علوم مکاشفہ سے متعلق ہے اور ہماری غرض اس کتاب میں یہ علوم نہیں۔ دوسری یہ کہ اس کی تحقیق اس امر کی خواہاں ہے کہ روح کے راز کو افشا کیا جائے اور وہ ایسا ہے کہ جس میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی کلام کرنے سے کنارہ کشی فرمائی ہے تو دوسرے کو کیا حق پہنچتا ہے کہ اس میں گفتگو کرے۔

مقصود یہ ہے کہ جب ہم قلب کا لفظ اس باب میں لائیں تو اس سے مراد وہی لطیفہ ربانیہ ہے اور دوسرا لفظ روح ہے۔ اس کی بھی دو معنی آتے ہیں۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ وہ ایک جسم لطیف ہے جسکا منبع قلب جسمانی کی تجویف ہے اور پھڑکنے والی رگوں (شرائین) کے ذریعہ تمامی اجزائے بدن میں پھیل جاتا ہے۔

اور اس کا سارے بدن میں جاری ہونا اور اس کے انوار کا فیض سارے بدن کو پہنچنا اس چراغ کے مثال ہے جسکو گھر کے کونوں میں گردش دی جائے جس سے ہر ایک جگہ پر تو نور سے فائض ہو جائے۔

اور وہ ایک لطیف بخار ہے جس کو قلب کی گرمی نے پکایا ہے۔ اور اس معنی کی شرح بیان

هو بخار لطيف نضجته حرارة
القلب وليس شرحه من غرضنا
اذ المتعلق به غرض اطباء الابدان
فاما غرض اطباء الدين
المعالجين للقلب حتى ينساق
الى جوار رب العلمين فليس
يتعلق بشرح هذه الروح
اصلا۔ المعنى الثاني هو
اللطيفة العالمة المدركة من
الانسان وهو الذى شرحناه
فى احد معانى القلب وهو
الذى اراد الله تعالى بقوله
قل الروح من امر ربي وهو
امر عجيب ربانى تعجز اكثر
العقول والافهام عن درك
حقيقته وللقلب جنود قال
الله تعالى وما يعلم جنود
ربك الا هو ونحن
الآن نشير الى بعض جنود
القلب فهو الذى يتعلق
بغرضنا وله جندان
جند يرى بالابصار وجند
لا يرى الا بالبصائر وهو فى
حكم الملك والجنود فى حكم الخدام

کرنے سے ہماری غرض وابستہ نہیں یہ کام تو اطبار ابدان کا ہے۔ لیکن اطبار دین جو قلب کے علاج پر معالج ہیں۔ کہ اس کو قرب بارگاہ الہٰی میں لیجائیں ان کی غرض اس مذکورہ بالا روح سے متعلق نہیں۔

دوسری معنی یہ ہے کہ وہ ایک لطیفہ ہے جو انسان میں عالم اور مدرک ہے۔ اور وہ وہی ہے جس کی شرح ہم نے معانی قلب میں بیان کردی تھی۔ اور وہی ہے جس کو حق تعالیٰ نے اپنے اس قول میں ارادہ فرمایا ہے کہ "کہیئے کہ روح پروردگار کے حکم سے ہے"

اور وہ ایک ایسا عجیب امر ربانی ہے جس کی حقیقت کی سمجھ سے اکثر عقول اور افہام عاجز ہیں اور قلب کے بہت سے خادم اور لشکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تمہارے رب کے لشکروں کو اس کے بغیر کوئی نہیں جان سکتا"۔

اب ہم قلب کے بعض لشکروں کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ اور انہیں سے ہماری غرض متعلق اور وابستہ ہے۔

اس کے لشکر پھر دو حصوں میں منقسم ہوتے ہیں۔ ایک ایسا ہے جو آنکھوں سے دیکھا جاسکتا ہے۔ اور ایک ایسا ہے جو نظر عقل کے بغیر نہیں دیکھا جاسکتا۔

اور قلب بادشاہ کی طرح سے ہے اور اس کے لشکر خادموں کا حکم رکھتے ہیں۔

فاما جند المشاهد بالعين فهو اليد والرجل والعين والاذن واللسان وسائر الاعضاء الظاهرة والباطنة فان جميعها خادمة للقلب و مسخرة له فهو المتصرف فيها ولا تستطيع خلافه فاذا امر العين بالانفتاح انفتحت واذا امر اللسان بالكلام تكلم واذا امر الرجل بالحركة تحركت وكذا سائر الاعضاء واما جنده الذى لا يرى الا بالبصائر فمنها الحواس الباطنة اعنى السمع والبصر والشم و الذوق واللمس ومنها ما اسكن منازل باطنة وهى تجاويف الدماغ وهى ايضا خمسة فان الانسان بعد رؤية الشئ يغمض عينيه فيدرك صورته فى نفسه وهو الخيال ثم تبقى تلك الصورة معه بسبب شئ يحفظه وهو الحافظ ثم يتفكر فى ما حفظه فيركب بعض ذلك الى البعض ثم يتذكر ما قد نسيه ثم يجمع جملة

اس کے وہ لشکر جو آنکھوں سے دیکھے جاتے ہیں یہ ہیں۔ ہاتھ۔ پیر۔ آنکھ۔ کان۔ زبان اور باقی تمام ظاہری اور باطنی اعضاء سب قلب کے خادم اور اس کے تابع و مسخر ہیں اور وہ ان میں متصرف ہے۔ اور کوئی اس کے خلاف کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ جبکہ وہ آنکھ کو کھلنے کا حکم دیتا ہے تو کھل جاتی ہے اور جب زبان کو گویائی کی اجازت ملتی ہے تو کلام کرنے لگتی ہے۔ اور جب پیر کو چلنے پھرنے کا حکم ملتا ہے تو چلتا پھرتا ہے۔ اسی طرح سے باقی اعضا کو قیاس کرو؛

اور وہ لشکر جو نظر عقل کے بغیر نہیں دیکھے جا سکتے۔ بعض ان میں سے حواس باطنہ ہیں یعنی سننا۔ دیکھنا۔ سونگھنا۔ چکھنا۔ چھونا۔ اور بعض وہ ہیں کہ جو باطنی منازل میں رہتے ہیں یعنی دماغ کی تجاویف میں وہ بھی پانچ ہیں۔ اس لئے کہ انسان جب کسی چیز کے دیکھنے کے بعد اپنی آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ تب بھی اپنے نفس میں اس کی صورت جانتا ہے۔ یہ خیال ہے پھر یہ صورت ایک ایسے سبب کی وجہ سے جو اس کی حفاظت کرتا ہے باقی رہتی ہے اور وہی حافظہ ہے۔ پھر اپنی یادداشت میں فکر کیا جاتا ہے۔ اور بعض اجزائے خیالیہ کو بعض سے ترکیب دی جاتی ہے۔ پھر بھولے ہوئے حصہ کو یاد کیا جاتا ہے اور سب معانی محسوسات کو اپنے خیال میں حس مشترک کے ذریعہ اکٹھا کیا جاتا

معانی المحسوسات فی خیاله بالحس المشترك ففی الباطن حس مشترك وتخیل وتفكر وتذكر وحفظ انتهی مختصراً۔ وقیل فی عوض التفكر التوهم فكما ان الحواس الظاهرة منقادة للقلب كذلك الحواس الباطنة منقادة له اذا علمت هذا فاعلم ان القلب الصوری لكونه جزءاً شریفاً یتضرر بادنی مرض و قلّما ینجو منه الانسان فكذلك القلب المعنوی یتضرر ویهلك بعروض الآفات فللقلب آفات مهلكة وللسان آفات مهلكة فاما آفات القلب فمنها الغضب والحقد والحسد والحرص والطمع والكبر و اما آفات اللسان فمنها الفحش والسب واللعن والمزاح و السخریة والاستهزاء والكذب والغیبة والنمیمة وجمیعها مهلكات فاجتنبوها وها انا ابین لك معانی الالفاظ المذكورة بحضرتها من كتاب الاحیاء اما الغضب فانه شعلة

ہے تو اس طرح سے باطن میں یہ قوتیں پائی جاتی ہیں۔ حس مشترک۔ تخیل۔ تفکر۔ تذکر۔ حفظ ۔ (انتہی مختصراً)

اور بعض تفکر کی جگہ توہم کہتے ہیں۔

جس طرح سے کہ حواس ظاہرہ قلب کے مطیع ہیں۔ اسی طرح حواس باطنہ بھی قلب کے فرمانبردار ہیں۔ اس جاننے کے بعد جانو کہ قلب ظاہری جزو رئیس ہونے کی وجہ سے جس طرح کہ ادنیٰ مرض سے بڑا ضرر پاتا ہے اور اس سے بہت ہی کم انسان شفایاب ہوتے ہیں بالکل اسی طرح سے قلب معنوی آفتوں کے عارض ہونے سے ضرر پاتا ہے اور ہلاک ہو جاتا ہے۔ قلب کے بھی آفات مہلکہ پائے جاتے ہیں اور زبان کے بھی۔

بعض آفات قلبیہ یہ ہیں۔ غضب۔ کینہ۔ حسد حرص۔ طمع۔ تکبر۔

اور زبان کی بعض آفتیں یہ ہیں فحش گوئی گالی دینا۔ لعن طعن کرنا۔ بیجا خوش طبعی۔ تمسخر (ٹھٹھا کرنا) جھوٹ بولنا۔ غیبت کرنا۔ چغلی اور یہ سب باتیں مہلکات ہیں۔ ان سے پرہیز کرنا چاہیے!

اب ان الفاظ کی معانی کتاب احیاء العلوم سے ہم تمہارے سامنے بیان کئے دیتے ہیں غضب آگ کا ایک شعلہ ہے جو اس آتش

نار اقتبست من نار الله
الموقدة التی تطلع علی
الافئدة وانها لمستکنة فی
طی الفؤاد استکنان الجمر
تحت الرماد ویستخرجها
الکبر الدفین فی قلب کل
جبار عنید کاستخراج الحجر
النار من الحدید ومن
نتائج الغضب الحقد والحسد
وبهما هلك من هلك و
فسد من فسد ومفیضهما
مضغة اذا صلحت صلح
معها سائر الجسد واذا فسدت
فسد معها سائر الجسد
قال الله تعالی فی ذم
الغضب اذ جعل الذین
کفروا فی قلوبهم الحمیة
حمیة الجاهلیة فانزل الله
سکینته علی رسوله و
علی المؤمنین الآیة ذم
الکفار بما تظاهروا به من
الحمیة الصادرة عن الغضب الباطل
ومدح المؤمنین بما انزل علیهم
من السکینة. وروی ابو هریرة رض

الٰہی سے لیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی
ہوئی ہے جو دلوں تک پہنچ جاتی ہے اور یہ دل
کی تہ میں ایسا چھپا ہوا ہے جیسے راکھ کے نیچے
انگارا دبا ہوا ہوتا ہے۔

اور اس آتش غضب کو تکبر کا وہ مادہ جو
ہر ایک جابر اور جھگڑالو کے دل میں پوشیدہ
ہے۔ اور بھی تیز کر دیتا ہے جیسا کہ لوہے سے
آگ نکلنے لگتی ہے کینہ اور حسد بھی غضب ہی
کے نتائج میں سے ہیں اور ان دونوں کی وجہ
سے بہت لوگ خراب اور ہلاک ہوئے۔ اصل
میں یہ سب فیض ایک ایسے گوشت کے ٹکڑے
(قلب) کا ہے کہ جس کی اصلاح سے سارا بدن
اصلاح یاب ہوتا ہے اور جس کے فساد سے
سارا بدن فاسد ہو جاتا ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ
غضب کے ذم میں فرماتا ہے کہ "جس وقت ٹھان
لی کافروں نے اپنے دل میں جاہلیت کی ضد
تو اللہ نے نازل فرمایا اپنی طرف سے سکون
اپنے رسول اور مسلمانوں پر الآیۃ

اللہ تعالیٰ نے کفار کی ذم اس لئے فرمائی
کہ وہ اس ننگ وعار کا مظاہرہ کرتے
تھے جو کہ غضب باطل سے صادر ہوتا ہے اور
مومنین کی مدح اس لئے فرمائی کہ ان پر سکون
اور قرار نازل فرمایا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ رض سے روایت ہے کہ

ان رجلا قال یا رسول الله مرنی بعمل واقلل قال لا تغضب ثم اعاد علیه فقال لا تغضب و قال ابن عمر قلت لرسول الله صلے الله علیه وسلم قل لی قولا واقلله لعلی اعقله فقال لا تغضب فاعدت علیه مرتین کل ذلك یرجع لی لا تغضب و عن عبد الله بن عمر انه سئل رسول الله علیه وسلم ماذا ینقذنی من غضب الله قال لا تغضب و قال ابن عمر قال النبی صلی الله علیه وسلم من کف غضبه ستر الله عورته وعن عکرمه فی قوله تعالی وسیدا وحصورا قال السید الذی لا یغلبه الغضب فادفع الغضب بکظم الغیظ ان کنت من عباد الله الصالحین

کہ ایک شخص نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے لیکن جو بہت ہی کم ہو حضورؐ نے فرمایا کہ تم غصہ مت کرو۔ اس نے پھر یہ سوال دُہرایا آپ نے پھر فرمایا کہ غصہ نہ کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ فرمائیے مگر جو بہت ہی کم ہو تاکہ میں سمجھ سکوں۔ آپ نے فرمایا کہ غصہ مت ہو۔ میں نے دو مرتبہ پھر اسی سوال کو دُہرایا آپ ہر ایک مرتبہ فرماتے رہے کہ غصہ مت کرو۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مجھے کیا چیز اللہ کے غضب سے چھڑا سکتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم غضبناک نہ ہو۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنے غضب کو روک لیا اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

عکرمہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالےٰ کے اس قول یعنی سیداً وحصوراً کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ سید وہ ہے جس پر غضب غالب نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ کے صالح بندوں میں سے ہونا چاہتے ہو تو اپنے غضب اور غصہ کو پی لیا کرو۔

قال الله تعالى والكاظمين الغيظ والعافين عن الناس وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم من كف غضبه كف الله عنه عذابه الحقد والحسد اعلم ان الحسد ايضا من نتائج الحقد والحقد من نتائج الغضب فهو فرع فرعه والغضب اصل اصله ثم ان للحسد من الفروع الذميمة ما لا يكاد يحصى وقد ورد في ذم الحسد اخبار كثيرة قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الحسد يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب وقال صلى الله عليه وسلم لا تحاسدوا ولا تقاطعوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وكونوا عباد الله اخوانا وقال صلى الله عليه وسلم ثلاث لا ينجو منهن احد الظن والطيرة والحسد وساحدثكم بالمخرج من ذلك اذا

اور انہی لوگوں کے بارے میں حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ (لوگ) غصہ کو ضبط کرنیوالے اور لوگوں سے (خطا) درگذر کرنے والے ہیں اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے اپنا غصہ روک لیا اللہ تعالیٰ اس سے اپنا عذاب روک لیگا ؀

کینہ اور حسد۔ جاننا چاہیے کہ حسد کینہ کا نتیجہ ہے اور کینہ غضب کا ثمرہ ہے تو حسد غضب کے فرع کا فرع ہے اور غضب اسکا اصل الاصل ہے اور حسد کے بھی اتنے بہت بڑے فروع ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور حسد کی برائی میں بہت ہی حدیثیں وارد ہوچکی ہیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسد نیکیوں اور بھلائیوں کو ایسا کھا جاتا ہے جیسے کہ آگ لکڑیوں کو کھا جاتی (جلا دیتی) ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حسد نہ کرو اور تعلقات نہ توڑو اور ایک دوسرے کے پیچھے برا بھلا نہ کہو۔ اور اے اللہ کے بندو سب آپس میں بھائی بھائی ہوکر رہو؀

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن سے کوئی نہیں بچ سکتا بدگمانی۔ بدفالی اور حسد (اور آپ فرماتے ہیں کہ) میں تمہیں ان سے چھٹکارے کی راہ بتلا دوں جب گمان کرو تو اسے یقین اور حقیقت نہ بناؤ

ظننت فلا تحقق واذا تطیرت
فامض واذا حسدت
فلا تبغ وقال صلی اللہ
علیہ وسلم دب الیکم
داء الامم قبلکم الحسد
والبغضاء والبغضۃ
ھی الحالقۃ لا اقول
حالقۃ الشعر ولکن
حالقۃ الدین والذی
نفس محمد بیدہ
لا تدخلوا الجنۃ حتی
تؤمنوا حتی تحابوا الا
انبئکم بما یثبت ذلک
لکم افشوا السلام
بینکم وقال صلی اللہ
علیہ وسلم کاد الفقر ان
یکون کفرا وکاد الحسد
ان یغلب القدر

البخل وحب المال

قال اللہ تعالی یا ایہا
الذین امنوا لا تلھکم اموالکم و
لا اولادکم عن ذکر اللہ ومن
یفعل ذلک فاولئک ھم الخسرون
وقال تعالی انما اموالکم واولادکم

اور بدفالی کو خیال میں بھی نہ لاؤ اور جب حسد کرو تو ظلم نہ کرو۔ اور حق سے برگشتہ نہ ہو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پچھلی امتوں کی بیماری تم میں بھی سرایت کر گئی ہے (یعنی) حسد اور بغض۔ اور بغض مونڈنے والا ہے۔ (آپ فرماتے ہیں) کہ میرا یہ مقصد نہیں کہ بال مونڈنے والا ہے بلکہ دین کو مونڈنے والا ہے

اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو سکتے۔ جبتک کہ ایمان نہ لے آؤ اور آپس میں محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں ایسی بات سے تمہیں آگاہ نہ کروں جو تمہارے لئے ان دونوں باتوں کو لازم کر دے (وہ یہ ہے کہ) آپس میں سلام بہت بہت کہا کرو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ قریب ہے کہ فقر کفر کو پہنچ جائے اور قریب ہے کہ حسد قدر (تقدیر الہی) پر غالب ہو جائے

بخل اور مال کی محبت۔

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے ایمان والو غافل نہ بنائیں تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد سے اور جو ایسا کریگے تو وہی لوگ خسارہ (ٹوٹے) میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور ارشاد ہے کہ تمہارے مال اور تمہاری

فتنة واللہ عندہ اجر عظیم وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حب المال والشرف ینبتان النفاق کما ینبت الماء البقل وقال صلی اللہ علیہ وسلم ما ذئبان ضاریان ارسلا فی زریبة غنم باکثر فسادا من حب الشرف والمال والجاہ فی دین الرجل المسلم. بیان ذم الحرص والطمع ومدح القناعة اعلم ان الفقر محمود لکن ینبغی ان یکون الفقیر قانعا منقطع الطمع عن الخلق غیر ملتفت الی ما فی ایدیہم ولا حریصا علی اکتساب المال کیف کان ولا یمکن ذلک الا بان یقنع بقدر الضرورة من المطعم والملبس والمسکن قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان لابن ادم وادیان من ذہب لابتغی لہما ثالثا ولا یملاء جوف ابن ادم الا التراب

اولاد فتنہ (آزمائش) ہیں اور اللہ کے پاس اجر عظیم ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مال اور جاہ کی محبت نفاق کو اس طرح اگاتی ہے۔ جیسے پانی سبزہ کو اگاتا ہے۔ اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دو خونخوار بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں، وہ اتنا زیادہ فساد (نقصان) نہیں پہونچا سکتے جتنا کہ جاہ و مال کی محبت ایک مسلمان کے دین کو پہونچا سکتی ہے۔

(حرص اور طمع کی برائی اور قناعت کی مدح کا بیان) جاننا چاہیے کہ فقر اچھا ہے۔ لیکن چاہیے کہ فقیر قانع ہو یعنی لوگوں سے طمع کو توڑے ہوئے ہو۔ لوگوں کے مال و دولت کی طرف التفات نہ کرتا ہو اور مال کے حاصل کرنے میں (چاہے وہ حلال اور حرام کسی صورت سے بھی ہو) حریص نہ ہو۔ اور یہ امور بغیر اس کے ممکن نہیں کہ خورد و نوش کی چیزوں میں اور بود و باش میں قدر ضرورت پر قناعت کی جائے۔

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر ابن آدم کے پاس سونے سے بھری ہوئی دو وادیاں (گھاٹیاں) بھی ہوتیں تو پھر بھی وہ تیسری وادی کی خواہش رکھتا۔ اور ابن آدم (انسان) کے پیٹ کو مٹی کے بغیر کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔

ویتوب اللہ علی من تاب
وعن ابی واقد اللیثی قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان اللہ عزوجل
یقول انا انزلنا المال لاقامۃ
الصلوۃ وایتاء الزکوٰۃ و
لوکان لابن ادم واد من
ذھب لاحب ان یکون لہ
ثان ولوکان لہ الثانی لاحب
ان یکون لھما الثالث ولا
یملاء جوف ابن ادم الا التراب
ویتوب اللہ علی من تاب
بیان ذم البخل قال اللہ تعالیٰ
ومن یوق شح نفسہ فاولئک
ھم المفلحون وقال تعالیٰ ولا
یحسبن الذین یبخلون بما اتاھم
اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم
بل ھو شر لھم سیطوقون
ما بخلوا بہ یوم القیمۃ و
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ایاکم والشح
فانہ اھلک من کان قبلکم
حملھم علی ان سفکوا دماءھم
واستحلوا محارمھم وقال صلی اللہ علیہ

اور اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔
ابو واقد لیثی روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے
ہیں کہ ہم نے نماز پر قائم رہنے اور زکوٰۃ دینے
کے لئے مال کو اتارا ہے اور اگر ابن آدم کے پاس
ایک سونے کی وادی ہوتی تب بھی وہ چاہتا کہ
دوسری ہو اور اگر دوسری وادی بھی ہوتی۔ تو
اس کی پھر تمنا ہوتی کہ تیسری بھی ہو۔ ابن آدم کے
پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز نہیں بھر سکتی۔ اور اللہ
توبہ کی توفیق دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

(بخل کی برائی کا بیان) باریتعالیٰ کا ارشاد ہے
کہ "اور جو شخص محفوظ رکھا جائے اپنے نفس کے
بخل سے تو وہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں" اور ارشاد
ہے کہ "نہ سمجھیں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں اس
مال پر جو ان کو اللہ نے دیا ہے اپنی مہربانی سے
کہ یہ ان کے حق میں بہتر ہے بلکہ یہ ان کیلئے برا
ہے۔ قیامت کے دن جس پر انہوں نے بخل کیا
تھا۔ اسکا طوق بناکر انکی گردن میں" ڈال دیا جائیگا
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
کہ بخل سے بچو کہ اس بخل نے ہلاک کردیا ان لوگوں
کو جو تم سے پہلے تھے۔ اسی بخل نے ان کو اس بات
پر برانگیختہ کیا تھا۔ کہ انہوں نے خونریزیاں کیں
اور محارم وحرام شدہ چیزوں کو حلال کردیا۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین

ثلاث مهلكات شح مطاع وهوى متبع واعجاب المرء بنفسه وقال صلى الله عليه وسلم اياكم والظلم فان الظلم ظلمات يوم القيمة و واياكم والفحش ان الله لا يحب الفاحش ولا المتفحش و اياكم والشح فانما اهلك من كان قبلكم الشح امرهم بالكذب فكذبوا وامرهم بالظلم فظلموا وامرهم بالقطيعة فقطعوا۔ بيان ذم الرياء قوله تعالى فويل للمصلين الذين هم عن صلاتهم ساهون الذين هم يراءون وقال تعالى فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا۔ وقال صلى الله عليه وسلم حين سأله رجل فقال يا رسول الله فيم النجاة فقال ان لا يعمل العبد بطاعة الله يريد بها الناس وفي حديث آخر ان الله تعالى يقول لملئكته ان هذا لم يردني بعمله

چیزیں ہلاک کرنیوالی ہیں۔ ایسا بخل جو تابع بنا دے ایسی خواہش جس کی پیروی کی جائے۔ اور خود بینی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ظلم سے بچو کہ ظلم قیامت کے دن ظلمات (اندھیریاں) بن جائینگی۔ اور فحش سے بچو اس لئے کہ اللہ تعالے فاحش اور متفحش (اپنا پردہ در) کو پسند نہیں کرتا اور بخل سے بچو کہ تم سے پچھلی قوموں کو بھی بخل ہی نے ہلاک کیا تھا۔ اسی بخل نے ان کو جھوٹ کا امر کیا تو جھوٹ بولنے لگے۔ اور ظلم کا حکم کیا تو ظلم کرنے لگے۔ اور صلہ رحمی کے قطع کرنے کو کہا تو قطع کرنے لگے۔

(ریا کی برائی کا بیان) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ویل (خرابی) ہے ایسے نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بیخبر ہیں یعنی وہ جو ریا کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جو شخص اپنے رب کے ملنے کی امید رکھے تو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی ایک کو شریک نہ کرے۔"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جس وقت ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ نجات کس بات میں ہے تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ بندہ اللہ تعالے کی ایسی عبادت نہ کرے جس میں لوگوں کا ارادہ رکھتا ہو۔

اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ کو کہیگا کہ اس نے اپنے عمل سے میرا

فاجعلوہ فی سجین وقال
صلے اللہ علیہ وسلم ان اخوف
ما اخاف علیکم الشرک الاصغر
قالوا وما الشرک الاصغر یا
رسول اللہ قال الریاء وقال
صلے اللہ علیہ وسلم استعیذوا
باللہ من جب الحزن قیل و
ما ھو یا رسول اللہ قال
وادٍ فی جھنم اعد للقراء
المرائیین ۔ بیان ذم
الکبر وھو اقبح الامراض
القلبیۃ قال اللہ تعالیٰ
ساصرف عن ایاتی الذین
یتکبرون فی الارض بغیر
الحق وقال عز وجل کذلک
یطبع اللہ علے کل قلب
متکبر جبار وقال تعالےٰ
واستفتحوا وخاب کل جبار
عنید وقال تعالیٰ انہ
لا یحب المستکبرین وقال
تعالےٰ ان الذین
یستکبرون عن عبادتی
سیدخلون جھنم
داخرین وقد قال رسول اللہ

ارادہ نہ کیا تھا اس کو سجین (جہنم) میں دھکیل دو
اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ
میں تم پر سب سے زیادہ شرک اصغر سے ڈرتا
ہوں۔ صحابہ رض نے عرض کیا یا رسول اللہ شرک
اصغر کیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ وہ ریا ہے۔
اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے۔ کہ اللہ سے پناہ مانگو جب حزن سے۔
کہا گیا کہ یا رسولؐ اللہ جب حزن کیا ہے۔ آپ
نے فرمایا کہ وہ جہنم کی ایک وادی ہے جو ریاکار
قاریوں کے لئے تیار کی گئی ہے۔"
(کبر کی برائی کے بیان میں) کبر قلب کے
مرضوں میں سب سے بڑا ہے۔ اس کے بارہ
میں حق تعالےٰ کے یہ ارشادات ہیں۔ عنقریب
پھیر دونگا اپنی نشانیوں سے ان لوگوں کو جو بغیر
حق کے زمین پر تکبر کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ
متکبر سرکش کے پورے دل پر اسی طرح مہر
لگا دیتا ہے۔ اور فرمایا کہ اور پیغمبروں سے فتح
مانگی اور نا امید و ناکام ہوا ہر سرکش ضدی۔
اور ارشاد ہے کہ " اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں
کو دوست نہیں رکھتا " اور حق تعالیٰ کا ارشاد
ہے کہ بیشک جو لوگ تکبر کرتے ہیں میری عبادت
سے وہ عنقریب داخل ہونگے جہنم میں ذلیل
بن کر۔"
اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل
الجنۃ من کان فی قلبہ مثقال
حبۃ من خردل من کبر ولا
یدخل النار من کان فی
قلبہ مثقال حبۃ من خردل
من ایمان وقال ابوھریرۃ
قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول اللہ تعالی
الکبریاء ردائی والعظمۃ
ازاری فمن نازعنی واحدا
منھما القیتہ فی جھنم ولا
ابالی وقال صلی اللہ علیہ
وسلم بئس العبد عبد تخیل
واختال ونسی الکبیر المتعال
بئس العبد عبد غفل وسھی
ونسی المقابر والبلی بئس
العبد عبد عتی وبغی و
نسی المبدء والمنتھی و
قال صلی اللہ علیہ وسلم
اھل النار کل جعظری جواظ
مستکبر جماع مناع و
اھل الجنۃ الضعفاء المقلون

فصل فی آفات اللسان

اعلم

کہ جنت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جسکے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی کبر ہوگا اور دوزخ میں وہ شخص داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا"۔

اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریا (بڑائی) میری چادر ہے اور عظمت (بزرگی) میرا تہ بند ہے[1]۔ پس جس شخص نے ان دونوں کے بارہ میں مجھ سے جھگڑا کیا تو اس کو میں دوزخ میں ڈال دونگا اور مجھے پرواہ نہ ہوگی۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ برا ہے وہ بندہ جس نے سرکشی اور غرور کیا اور اس نے خداوند کبیر و برتر کو بھلا دیا اور برا ہے وہ بندہ جس نے غفلت برتی اور مقابر (گورستان) اور اپنے بوسیدہ ہونے کو بھول گیا اور برا ہے وہ بندہ جس نے گردن کشی اور بغاوت کی اور اپنے مبدا اور منتہی کو بھلا دیا۔

اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اہل نار یہ لوگ ہیں ہر ایک بدخو۔ اکڑنے والا متکبر۔ جمع کرنیوالا (شر کو) اور منع کرنیوالا (خیر سے) اور اہل جنت یہ لوگ ہیں۔ ضعیف درویش اور تھوڑی چیز پر قناعت کرنیوالے

(فصل آفات زبان کے بیان میں) جاننا

[1] یعنی یہ "دونوں چیزیں میرے لئے خاص ہیں"۔

ان خطر اللسان عظیم و
لا نجاۃ من خطرہ الا بالصمت
فلذلک مدح الشرع
الصمت فقال صلی اللہ
علیہ وسلم من صمت نجا
وقال علیہ الصلوۃ والسلام
الصمت حکم وقلیل فاعلہ
ای حکمۃ وحزم وقال
صلی اللہ علیہ وسلم من
یتکفل لی بما بین لحییہ
ورجلیہ اتکفل لہ
بالجنۃ وقال صلی اللہ علیہ
وسلم من وقی شر قبقبہ
وذبذبہ ولقلقہ فقد
وقی الشر کلہ القبقب ھو
البطن والذبذب
الفرج واللقلق اللسان
فھذہ الشھوات الثلاث
بھا یھلک اکثر الخلق.
الفحش والسب وبذاءۃ
اللسان وھو مذموم
ومنھی عنہ ومصدرہ
الخبث
واللؤم

چاہئے کہ زبان کا خطرہ بڑا ہے اور خاموشی کے بغیر اس خطرہ سے نجات کی کوئی راہ نہیں۔ اسی لئے شرع شریف نے خاموشی کی تعریف فرمائی ہے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو چپ رہا وہ نجات یاب ہوا" اور حضور اکرم فرماتے ہیں کہ "خاموشی دانائی ہے اور بہت ہی کم لوگ اس پر عمل پیرا ہیں" یعنی خاموشی میں ہیں بڑی حکمتیں اور دور اندیشیاں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے دو جبڑوں اور دو ٹانگوں کے درمیانی اعضاء کا میرے لئے ضامن بنتا ہے تو جنت کے لئے میں اسکا ضامن ہوتا ہوں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو اپنے قبقب اور ذبذب اور لقلق کے شر سے محفوظ رہا تو گویا وہ ساری برائیوں سے بچ گیا۔ قبقب پیٹ ہے۔ ذبذب اندام نہانی اور لقلق زبان ہے۔ انہی تین کی خواہشوں سے اکثر لوگ ہلاک ہوتے ہیں۔ خدا ہم کو ان کے شر سے بچا دے بحرمۃ سید العباد و آلہ الامجاد)

(فحش۔ گالی بکنا۔ بکواس اور بدگوئی یہ سب چیزیں بری ہیں اور ان سے منع کیا گیا اور ان کا منبع خباثت نفس اور شامت طبع ہے

قال صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والفحش فان اللہ تعالیٰ لایحب الفحش و لا التفحش وقال صلی اللہ علیہ وسلم لیس المؤمن بالطعان ولا اللعان و لا الفاحش ولا البذی و قال صلی اللہ علیہ وسلم الجنۃ حرام علی کل فاحش ان یدخلہا۔ اللعن مذموم للانسان والحیوان والجماد قال انس رض کان رجل یسیر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بعیر فلعن بعیرہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم یا عبد اللہ لا تسر معنا علی بعیر ملعون وقال ذلک انکارا علیہ وقال ابو الدرداء رض ما لعن احد الارض الا قالت لعن اللہ اعصانا للہ الشعر فکلام حسنہ حسن و قبیحہ قبیح الا ان التجرد لہ مذموم المزاح اصلہ مذموم منہی عنہ الا قدرا یسیرا یستثنی منہ لان المزاح مطایبۃ و فیہ انبساط وطیب قلب

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "فحش سے بچو کہ اللہ تعالیٰ فحش اور تفحش (اپنی پردہ دری) کو پسند نہیں کرتا" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ "مومن لعن طعن کرنیوالا اور فاحش اور بدگو نہیں ہوتا" اور حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جنت ہر ایک فاحش شخص پر حرام ہے کہ اس میں داخل ہو سکے"

انسان حیوان اور جمادات سب پر لعنت کرنا بُرا ہے حضرت انس سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور صلے اللہ علیہ وسلم کیساتھ ایک اونٹ پر سفر کر رہا تھا۔ اس نے اپنے اونٹ کو لعنت کی۔ اس پر حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اے بندۂ خدا! ہمارے ساتھ ملعون اونٹ پہ نہ چل" اس سے مقصد اس کو اس فعل سے روکنا تھا ابو الدرداء رض کہتے ہیں کہ کوئی شخص جب زمین کو لعنت کرتا ہے تو زمین اس کے جواب میں کہتی ہے کہ ہم میں اللہ کی لعنت اسپر ہو جو اللہ کا زیادہ نافرمان ہے۔

(شعر کا بیان) شعر ایک کلام ہے اس میں جو اچھا ہو وہ بہتر ہے اور جو بُرا ہے وہ بُرا ہے مگر اسی کا ہو رہنا مطلقاً ناپسندیدہ ہے"

(خوش طبعی) اصل میں بری ہے۔ ان تھوڑی سی خوش طبعی اس سے مستثنیٰ ہے۔ اس لئے کہ مزاح خوش طبعی ہی ہے جس سے قلب کو مسرت

والمنھی عنہ الافراط والمداومۃ علیہ اما الافراط فیہ فانہ یورث کثرۃ الضحک وکثرۃ الضحک تمیت القلب وتورث الضغینۃ فی بعض الاحوال وقد قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الرجل لیتکلم بالکلمۃ یضحک بہا جلساءہ یھوی بہا فی النار ابعد من الثریا۔ السخریۃ والاستھزاء وھذا محرم مھما کان موذیا کما قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسیٰ ان یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسیٰ ان یکن خیرا منھن ومعنی السخریۃ الاستھانۃ والتحقیر علی وجہ یضحک منہ الکذب فی القول والیمین وھو من قبائح الذنوب وفواحش العیوب قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والکذب فانہ مع الفجور وھما فی النار

اور نشاط حاصل ہوتا ہے۔ اور وہ جائز ہے اور جو ممنوع ہے۔ وہ افراط ہے یا اس پر مداومت کرنا ہے۔ اسلئے کہ افراط کرنے سے ہنسی زیادہ ہوگی۔ اور زیادہ ہنسی سے قلب پر مُردگی چھاجاتی ہے۔ اور اس سے بعض اوقات کینہ بھی پیدا ہوتا ہے!

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص ایسی باتیں کیا کرتا ہے جس سے اسکا مقصد ہمنشینوں کو ہنسانا ہی ہوتا ہے تو وہ اس کی وجہ سے آگ میں گھسیٹا جائیگا ثریا سے بھی زیادہ دور۔

(ٹھٹھا اور تمسخر) یہ بھی حرام ہیں جہاں کہ ان سے ایذا رسانی ہوتی ہو جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اے ایمان والو! استہزا نہ کیا کرے ایک قوم دوسری قوم سے کیا بعید ہے کہ وہ (جن پر ہنستے ہیں) بہتر ہوں ان (ہنسنے والوں) سے۔ اور نہ عورتیں تمسخر کریں دوسری عورتوں سے کیا عجب ہے کہ وہ بہتر ہوں ان سے؟

اور تمسخر کے یہ معنے معنی ہیں کہ کسی کی اہانت کی جائے اور اس کو ذلیل کیا جائے۔ اس طرح سے کہ لوگ اس پر ہنسیں۔

(جھوٹ بولنا اور جھوٹی قسم کھانا) یہ بدترین گناہوں اور فاحش ترین عیبوں میں سے ہیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جھوٹ سے بچو کہ جھوٹ فجور کے ساتھ ملا ہوا ہے اور یہ دونوں دوزخ میں لیجانے والے ہیں"۔

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الکذب باب من ابواب النفاق وقال صلی اللہ علیہ وسلم الکذب ینقص الرزق وقال صلی اللہ علیہ وسلم ان التجار ھم الفجار فقیل یا رسول اللہ صلی اللہ الیس قد احل اللہ البیع قال نعم ولکنھم یحلفون فیاثمون ویحدثون فیکذبون وقال صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ نفر لا یکلمھم اللہ یوم القیمۃ ولا ینظر الیھم المنان بعطیۃ والمنفق سلعتہ بالحلف الفاجر والمسبل ازارہ۔ الغیبۃ قد نص اللہ تعالیٰ علی ذمھا فی کتابہ وشبہ صاحبھا باکل اللحم المیتۃ فقال تعالیٰ ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جھوٹ ایک دروازہ ہے منافقی کے دروازوں میں سے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جھوٹ رزق کو گھٹاتا ہے۔ اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تجارت پیشہ لوگ فاسق ہوتے ہیں۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو جائز نہیں فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا بیشک جائز فرمایا ہے لیکن یہ لوگ ابےضرورت قسمیں کھاتے ہیں اور گنہگار ہوتے ہیں اور بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں:

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین قسم کے آدمی ایسے ہیں جن سے اللہ تعالے قیامت کے دن بات نہ کریگا اور ان پر نظر رحمت نہ ڈالیگا ایک تو وہ جو کچھ دیکر احسان جتاتا ہو۔ اور ایک وہ جو جھوٹی قسمیں کھاکر اپنی پونجی بیچتا ہو۔ اور تیسرا وہ جو اپنا تہ بند یا شلوار (حد شرعی سے) نیچے چھوڑ دیتا ہو (جو ٹخنہ کو ڈھانک لے)

(غیبت) حق تعالیٰ نے غیبت کی برائی کو اپنی کتاب (قرآن مجید) میں ظاہر فرمایا ہے اور غیبت کرنے کو مردار کے گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "اور نہ غیبت کیا کرے تم میں سے ایک دوسرے کی۔ بھلا تم میں کسی کو پسند آتا ہے کہ گوشت کھائے اپنے مرے ہوئے بھائی کا۔ سو یہ تو تم کو مکروہ سمجھتے ہو!"

وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ والغیبۃ تتناول العرض وقال ابو برزۃ قال علیہ السلام لا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تناجشوا ولا تدابروا ولا یغتب بعضکم بعضا وکونوا عباد اللہ اخوانا وعن جابر وابی سعید قالا قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایاکم والغیبۃ فان الغیبۃ اشد من الزنا فان الرجل قد یزنی ویتوب فیتوب اللہ علیہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفر لہ حتی یغفر لہ صاحبہ وقال البراء خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی اسمع العواتق فی بیوتہن فقال یا معشر من امن بلسانہ ولم یومن بقلبہ لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتہم فانہ من تتبع عورۃ اخیہ

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مسلمان کی ہر ایک چیز دوسرے مسلمان پر حرام ہے یعنی اسکا خون اور اسکا مال اور اس کی آبرو اور غیبت آبرو ہی لے لیتی ہے۔ ابو برزہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "آپس میں حسد نہ کرو اور آپس میں بغض نہ رکھو اور بھاؤ نہ بڑھاؤ (دیعنے بغیر ارادہ خرید نے کے تاکہ دوسرا نہ لے سکے) اور پس پشت باتیں نہ بناؤ۔ اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں۔ اور اے بندگان خدا! آپس میں بھائی بھائی ہو کر رہو"

جابر اور ابو سعید رضہ سے روایت ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "تم غیبت سے بچو کہ غیبت زناکاری سے بھی زیادہ سخت اور بری ہے۔ کیونکہ آدمی بعض وقت زنا کرتا ہے پھر توبہ کرلیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اسکی توبہ قبول کرلیتا ہے اور غیبت کرنیوالے کو نہیں بخشا جاتا جبتک کہ جس کی غیبت کی گئی ہے وہ اسے نہ بخشدے"

براء کہتے ہیں کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وعظ سنایا یہانتک کہ عورتوں نے اپنے گھروں میں سن لیا۔ آپ نے فرمایا کہ اے ان لوگوں کی جماعت جو زبان سے ایمان لاچکے ہو لیکن دل سے ایمان نہیں لائے ہو (خطاب تھا منافقین کی طرف) مسلمانوں کی غیبت نہ کیا کرو۔ اور انکی پوشیدہ باتوں کے پیچھے نہ پڑو۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے

تتبع الله عورته ومن
تتبع الله عورته يفضحه في
جوف بيته وقال جابر رض
كنا مع رسول الله صلى الله
عليه وسلم في مسير فاتى
على قبرين يعذب صاحباهما
فقال انهما يعذبان وما
يعذبان في كبير اما احدهما
فكان يغتاب الناس و
اما الاخر فكان لا يستنزه
من بوله فدعا بجريدة رطبة
او جريدتين فكسرهما
ثم امر بكل كسرة فغرست
على قبر وقال اما انه
سيهون من عذابهما
ما كانتا رطبتين او ما
لم ييبسا - النميمة قال
الله تعالى همّاز مشاء
بنميم ثم قال عتل
بعد ذلك زنيم
وقال عبد الله
بن مبارك الزنيم
ولد الزنا الذي
لا يكتم الحديث

بھائی کے پوشیدہ امور میں پڑیگا تو اللہ تعالیٰ اسکی پوشیدہ باتوں میں پڑیگا اور جس کی پوشیدہ باتوں میں اللہ جل وعلا پڑا تو اُسے گھر کے اندر بھی رسوا وخوار کریگا۔

جابرؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم رکاب تھے۔ آپ ایک دو قبروں پر تشریف فرما ہوئے کہ جس میں مردوں کو عذاب دیا جارہا تھا حضورؐ نے فرمایا کہ ان دونوں کو عذاب تو دیا جارہا ہے لیکن کسی بڑی بات میں نہیں (یعنی جسکو بڑی بات نہیں سمجھا جاتا) ان میں سے ایک تو ایسا تھا جو لوگوں کی غیبت کیا کرتا تھا۔ اور دوسرا اپنے پیشاب سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔ اس کے بعد آپ نے ایک سبز ٹہنی منگائی یا دو ٹہنیاں منگائیں اور ان دونوں کو توڑا پھر آپنے فرمایا کہ ہر ایک ٹہنی کے ٹکڑے کو ہر ایک قبر پر گاڑ دیا جائے پس وہ گاڑ دی گئیں۔ پھر آپنے فرمایا کہ جبتک ان ٹہنیوں میں تری باقی ہے۔ ان کے عذاب میں تخفیف اور آسانی ہوگی (یا یہ فرمایا کہ جبتک یہ خشک نہ ہوں)

(چغلی کھانا) حق تعالیٰ مقام ذم میں ولید بن مغیرہ کے بارے میں فرماتا ہے کہ وہ طعنے دینے والا۔ چغلیاں کھانیوالا ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ بدخو اور ان سب کے بعد زنیم (حرامزادہ) بھی ہے عبد اللہ ابن مبارک کہتے ہیں کہ زنیم ولد الزنا کو کہتے ہیں جو کسی بات کو نہ چھپائے۔ اور اللہ

واشار به الی ان کل من لم یکتم الحدیث و مشی بالنمیمة دل علی انه ولد الزنا۔ وقال تعالیٰ ویل لکل همزة لمزة قیل الهمزة النمام وقد قال صلی الله علیه وسلم لا یدخل الجنة نمام وفی حدیث اٰخر لا یدخل الجنة قتات والقتات النمام وقال صلی الله علیه وسلم ان احبکم الی الله تعالیٰ احاسنکم خلقا الموطئون اکنافا الذین یألفون و یؤلفون وان ابغضکم الی الله تعالیٰ المشاؤن بالنمیمة المفرقون بین الاخوان الملتمسون للبراٰء العثرات وقال صلی الله علیه وسلم الا اخبرکم بشرارکم قالوا بلیٰ قال المشاؤن

تعالیٰ نے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جو بات کو نہیں چھپاتا اور چغلیاں کھاتا رہتا ہے تو یہ صفت اس کی اس بات کی طرف دلالت کرتی ہے کہ وہ ولد الزنا ہے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ویل (خرابی) ہے ہر ایک سخن چین اور ہمزہ (عیب جو) کے لئے۔ کہا گیا ہے کہ ہمزہ کے معنے چغلخور ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت میں چغلخور داخل نہیں ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ جنت میں قتات داخل نہیں ہوگا۔ اور قتات چغلخور کو کہتے ہیں۔ اور سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ فرماتے ہیں کہ تم میں سے محبوب ترین اللہ کو وہ ہیں جو تم میں بہترین اخلاق والے ہیں اور اپنے پڑوسیوں کی تکلیف برداشت کرنیوالے ہیں۔ اور دوسروں سے محبت والفت رکھتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ ان سے (انکی خوشخوئی کی وجہ سے) محبت کرتے ہیں اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ لوگ ہیں چغلخوری کے در پے ہونیوالے بھائیوں اور دوستوں میں تفرقہ ڈالنے والے اور پرہیزگاروں کی چھوٹی موٹی لغزشوں کے پیچھے پڑنے والے۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا تم میں جو سب سے برا ہے وہ میں تمہیں بتلادوں صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے

بالنمیمۃ المفسدون
بین الاحبۃ الباغون
للبراء العیب - الشبع اعلم
ان اعظم المھلکات
لابن ادم شھوۃ البطن
فبھا اُخرج ادم علیہ السلام
وحواء من دار القرار
الی دار الذل والافتقار
اذ نھیا عن الشجرۃ فغلبتھما
شھواتھما حتی اکلا
منھا فبدت لھما سوأتھما
والبطن علی التحقیق
ینبوع الشھوات و
منبت الادواء والآفات
اذ یتبعھا شھوۃ الفرج وشدۃ
شھوۃ الطعام والنکاح شدۃ
الرغبۃ فی الجاہ والمال
الذین ھما وسیلۃ
الی التوسع فی المنکوحات
والمطعومات ثم یتبع
استکثار المال والجاہ انواع
الرعونات وضروب المنافسات
والمحاسدات ثم یتولد بینھما
آفۃ الریاء

فرمایا چغلخوری کے درپے ہونے والے دوستوں میں فساد ڈالنے والے۔ پرہیزگاروں کا عیب ڈھونڈھنے والے۔"

(شکم پُری) جاننا چاہئے کہ مہلکات میں انسان کے لئے سب سے زیادہ ہلاک کرنے والی پیٹ کی خواہش ہے۔ اسی کے سبب حضرت آدم و حضرت حوا علیہما السلام عالم راحت (جنت) سے اس ذلت و احتیاج کی دنیا میں نکالے گئے جبکہ ان دونوں کو ایک پیڑ کے قریب جانے سے روک دیا گیا تھا۔ تو ان پر ان کی خواہش نے غلبہ پایا یہاں تک کہ وہ اس سے کچھ کھا بیٹھے۔ پس کھل گئیں ان پر ان کی شرمگاہیں۔

اور پیٹ حقیقت میں سب خواہشوں کا سرچشمہ اور سب بیماریوں اور آفتوں کا منبع ہے۔ اسی کے بعد اندام نہانی کی خواہشیں بڑھتی ہیں اور مقاربت کی شہوت ہوتی ہے۔ مقاربت اور طعام کی خواہش کے بعد جاہ و جلال اور مال کی رغبت زور پکڑتی ہے۔ اس لئے کہ یہی دونوں مطعومات اور منکوحات میں عیاشی اور وسعت کے وسیلے ہیں۔ مال اور جاہ و جلال کے بڑھانے کے پیچھے طرح طرح کی رعونتیں اور خودآرائیاں اور حسد ظاہر ہوتے ہیں ان سے پھر ریا کی

وغائلة التفاخر والتكاثر و الكبرياء ثم يتدى اى ذلك الى الحقد والحسد والعداوة والبغضاء ثم يفضى ذلك بصاحبه الى اقتحام البغى والمنكر والفحشاء وكل ذلك ثمرة اهمال المعدة وما يتولد منها من بطر الشبع والامتلاء ولو ذلل العبد نفسه بالجوع وضيق به مجارى الشيطان لا ذعنت لطاعة الله عز و جل ولم تسلك سبيل البطر والطغيان فضيلة الجوع قال رسول الله صلى الله عليه وسلم جاهدوا انفسكم بالجوع والعطش فان الاجر فى ذلك كاجر المجاهد فى سبيل الله وانه ليس من عمل احب الى الله من جوع وعطش وقال ابن عباس قال النبى صلى الله عليه وسلم لا يدخل ملكوت السماء من ملاء بطنه

آفت اور فخر کی مصیبت نمودار ہوتی ہے اور بڑائی (تکبر) کی خرابی پیدا ہوتی ہے پھر یہ کینہ اور عداوت اور بغض کی طرف کھینچ لیجاتے ہیں - پھر یہ چیزیں اس کو سرکشی اور فسق و فجور تک پہونچا دیتی ہیں - اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ سب نتیجے پیٹ کے ہی بسر خود چھوڑ دینے کے ہیں اور پیٹ بھرنے اور سیر ہونے سے یہ ساری خرابیاں اور نافرمانیاں صادر ہوتی ہیں اور اگر بندہ اپنے نفس کو بھوکا رکھکر ذلیل کرے اور اسپر شیطان کے راستے بند کر دے تو یقیناً خداوند تعالٰے کی فرمانبرداری میں فروتنی برتے اور نافرمانی اور سرکشی پر جادہ پیما نہ ہو سکے -

(**بھوک کی فضیلت**) حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اپنے نفس سے بھوک اور پیاس کی صورت میں مجاہدہ (جنگ) کرو اسکا اجر بھی ایسا ہے جیسا کہ راہ خدا میں جہاد کرنے والے کا اور خداوند تعالٰی کے نزدیک بھوک اور پیاس سے زیادہ پسندیدہ کوئی عمل نہیں -

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے اپنا پیٹ بھر لیا ہے - وہ ملکوت السماء (عالم ارواح) میں داخل نہیں ہو سکتا -

وقیل یا رسول اللہ ای
الناس افضل قال من قل
مطعمه وضحکه ورضی بما
یستر عورته وقال النبی
صلی اللہ علیہ وسلم سید
الاعمال الجوع وذل النفس
لباس الصوف قال ابو سعید
الخدری قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم البسوا
وکلوا واشربوا فی انصاف
البطون فانہ جزء من
النبوۃ وقال الحسن قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الفکر نصف العبادۃ وقلۃ
الطعام ھو العبادۃ وقال
الحسن ایضا قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم افضلکم
عند اللہ منزلۃ یوم
القیمۃ اطولکم
جوعا وتفکرا فی اللہ سبحانہ
وابغضکم عند اللہ عز و
جل یوم القیمۃ کل
نؤم اکول شروب
انتہی۔

اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ! لوگوں میں بہترین کون ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جس کا کھانا اور ہنسنا کم ہو۔ اور آپنے اتنے لباس پر کہ جس سے ستر عورت ہو سکے راضی وقانع ہو۔

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب اعمال کی سردار بھوک ہے اور نفس کی ذلت اونی کپڑے پہننے میں ہے (جو موٹے اور بھلی ہوں)

حضرت ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پہنو اور کھاؤ اور پیو آدھے پیٹ میں کہ یہ صفت اجزاء نبوت میں سے ہے۔ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فکر کرنا (صنع الہی میں) نصف عبادت ہے۔ اور کم کھانا پوری عبادت ہے۔

حضرت حسنؓ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا ہے کہ تم سب میں بہتر اور افضل از روئے مرتبہ کے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہے جو تم سب سے زیادہ بھوکا رہتا ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں فکر کیا کرتا ہو۔ اور تم سب میں بدترین اور مبغوض حق تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن وہ ہے جو زیادہ سوتا ہو اور ڈٹ کر کھاتا ہو اور زیادہ پیتا ہو۔ انتہی۔

فصل فی المنجیات فاول منازلها

التوبة فان التوبة عن الذنوب بالرجوع الی ستار العیوب و علام الغیوب مبدأ طریق السالکین و رأس مال الفائزین و اول اقدام المریدین و مفتاح استقامة المائلین

اعلموا انه لا مبعد عن لقاء الله الا اتباع الشهوات و الانس بهذا العالم الفانی و الاکباب علی حب ما لابد من فراقه قطعا و لا مقرب من لقاء الله الا قطع علاقة القلب عن زخرف هذا العالم و الاقبال بالکلیة علی الله طلبا للانس به بدوام ذکره و للمحبة له لمعرفة جلاله و جماله علی قدر طاقته قال الله تعالی و توبوا الی الله جمیعا ایها المؤمنون لعلکم تفلحون و هذا امر علی العموم و قال الله تعالی یا ایها الذین امنوا

(فصل نجات دہندہ امور کے بیان میں)

پہلی پہلی منزل منجیات (نجات دہندہ امور) میں توبہ کی ہے۔ اور گناہوں سے تائب ہو کر ستار العیوب اور علام الغیوب کی طرف رجوع کرنا ہی سالکین کے رستہ کی ابتداء ہے اور فائزین کا سرمایہ اور ارادت مندوں کا پہلا قدم اور برگشتگان کے استقامت کی کنجی ہے۔

جاننا چاہیئے کہ دیدار الہٰی سے کوئی چیز محروم کرنیوالی نہیں مگر یہ باتیں۔ خواہشوں کا تابع ہونا۔ اس جہان فانی سے انس و محبت، اور ان چیزوں کی محبت میں اوندھا ہو کر گر پڑنا۔ جن سے الگ رہنا ضروری ہے۔

اور لقاء الہٰی کی طرف قریب کرنیوالی کوئی چیز نہیں مگر یہ صفتیں۔ اس دنیا کی زیب و زینت سے قلب کے علاقے توڑ دینا اور ہمہ تن اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا۔

اور اس کے انس و شفقت کی طلب میں اسکا ذکر کرتے رہنا اور اس کی محبت میں اس کے جلال و جمال کی معرفت میں بقدر اپنی طاقت کے مستغرق رہنا؛

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے مومنو! سب کے سب اللہ کی طرف رجوع (توبہ) کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اور یہ حکم عام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے وہ لوگ جو تم ایمان

توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا ومعنی النصوح الخالص للہ تعالیٰ وقال تعالیٰ ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین وقال علیہ السلام التائب حبیب اللہ والتائب من الذنب کمن لا ذنب لہ وقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم للہ افرح بتوبۃ العبد المومن من رجل نزل فی ارض دویۃ مہلکۃ معہ راحلتہ علیہا طعامہ وشرابہ فوضع راسہ فنام نومۃ فاستیقظ وقد ذہبت راحلتہ فطلبہا حتی اذا اشتدت علیہ الحر والعطش اوماشاء اللہ قال ارجع الی مکانی الذی کنت فیہ فانام حتی اموت فوضع راسہ علی ساعدہ لیموت فاستیقظ فاذا راحلتہ عندہ علیہا زادہ وشرابہ فاللہ تعالیٰ اشد فرحا بتوبۃ العبد المؤمن

لا پچھے ہو اللہ کی طرف توبہ کرو توبۃ النصوح۔ توبۃ النصوح وہ توبہ ہے جو خالص اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہو۔

اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنیوالوں کو اور پاک رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ توبہ کرنیوالا اللہ تعالیٰ کا دوست ہے۔ اور گناہ سے توبہ کرنیوالا ایسا ہے۔ جیسا کہ اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق تعالےٰ مؤمن بندہ کی توبہ سے اُس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ جو کسی ہولناک ویران بیابان میں جارہا ہو اس کے ساتھ اس کی سواری بھی ہو جسکے اوپر اس کے کھانے اور پینے کا سامان ہو۔ پھر اس نے اپنا سر رکھا اور تھوڑی دیر سوگیا پھر جب جاگا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی سواری چلی گئی ہے، وہ اس کو ڈھونڈھنے لگا یہاں تک کہ گرمی تیز ہوگئی اور اس کو گرمی اور پیاس کی تکلیف نے نہایت عاجز کیا تو کہنے لگا کہ اُسی جگہ چلکر پھر سوجاتا ہوں تاکہ مرجاؤں اسی مرنے کے ارادہ سے وہ اپنی کلائی سر کے نیچے رکھکر سوگیا۔ جب بیدار ہوا تو اچانک دیکھتا ہے کہ اُس کی سواری موجود ہے جس پر سارا توشہ اور کھانے پینے کا سامان رکھا ہوا ہے تو حضور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندہ مؤمن کے توبہ کرنے سے

من هذا بر احلته وفي بعض الالفاظ قال من شدة فرحه اذا اراد شكر الله انا ربك وانت عبدي

الصبر اعلم يا اخي ان الايمان نصفان نصف صبر ونصف شكر كما وردت به الاثار وهما ايضا وصفان من اوصاف الله تعالى واسمان من اسمائه الحسنى اذ سمى نفسه صبورا و شكورا فالجهل بحقيقة الصبر والشكر جهل بكلا شطري الايمان وقد وصف الله تعالى الصابرين باوصاف وذكر الصبر في القرآن في نيف وسبعين موضعا واضاف اكثر الدرجات والخيرات الى الصبر وجعلها ثمرة له فقال عز من قائل وجعلنا منهم ائمة يهدون بامرنا لما صبروا

اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو اس شخص کو اپنی سواری دیکھتے وقت ہوئی ہوگی۔

بعض روایتوں کے الفاظ یہ ہیں کہ "اس شخص نے (اپنی سواری کو دیکھکر) جب حق تعالیٰ کے شکر کا ارادہ کیا تو غایت خوشی میں یوں کہہ بیٹھا کہ" اے اللہ میں تیرا رب ہوں اور تو میرا بندہ ہے"

صبر: اے عزیز جاننا چاہیئے کہ ایمان کے دو حصے ہیں ایک حصہ صبر ہے اور دوسرا حصہ شکر ہے جس طرح کہ احادیث میں وارد ہو چکا ہے اور یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اوصاف میں سے دو صفتیں ہیں۔ اور اسمائے حسنیٰ میں سے دو نام ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا نام صبور اور شکور بتلایا ہے۔ صبر اور شکر کی حقیقت سے جاہل رہنا گویا ایمان کے دونوں حصوں سے جاہل رہنا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے صابرین کی بہت وصفیں بیان فرمائی ہیں اور قرآن مجید میں صبر کو کچھ اوپر ستر جگہ ذکر کیا ہے۔ اور اکثر مدارج سعادت اور نیکیوں کو صبر ہی کی طرف منسوب کیا ہے اور انکو صبر کا ثمرہ قرار دیا ہے۔

چنانچہ حق جل وعلا کا ارشاد ہے کہ "اور ہم نے ان میں سے پیشوا بنائے کہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے جبکہ انہوں نے صبر کیا۔

وقال تعالیٰ وتمت کلمۃ ربک الحسنیٰ علیٰ بنی اسرائیل بما صبروا وقال تعالیٰ ولنجزین الذین صبروا اجرهم بما کانوا یعملون وقال تعالیٰ اولئک یؤتون اجرهم مرتین بما صبروا وقال تعالیٰ انما یوفی الصابرون اجرهم بغیر حساب. فما من قربة الا واجرة بتقدیر وحساب الا الصبر ولاجل کون الصوم من الصبر وانه نصف الایمان قال الله تعالیٰ الصوم لی و انا اجزی به وقال تعالیٰ واصبروا ان الله مع الصابرین و قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الصبر نصف الایمان وروی جابر رضی الله عنه انه سئل صلی الله علیه و سلم عن الایمان

اور حق سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اور پورا ہوا نیک وعدہ تمہارے رب کا بنی اسرائیل پر بسبب اسکے کہ انہوں نے صبر کیا۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جن لوگوں نے صبر کیا ہے ان کے اعمال کی وجہ سے ہم انکو ضرور اُسکا بدلہ اور عوض دینگے"۔

اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "یہی ہیں جنکو ان کا دُہرا اجر دیا جائیگا اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا"۔

اور حق سبحانہ و تعالیٰ کا فرمودہ ہے کہ "بیشک صابرین کو انکا اجر بے حساب اور بے اندازہ دیا جائے گا"۔

پس کوئی بھی عبادت سوائے صبر کے ایسی نہیں جسکا اجر اندازہ اور حساب سے نہ ہو اور اس سبب سے کہ روزہ صبر کے اقسام سے ہے بلکہ نصف ایمان ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اُس کی جزا دونگا۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "صبر کرو اللہ صبر کرنیوالوں کے ساتھ ہے" اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "صبر نصف ایمان ہے"۔

اور حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارہ میں

فقال الصبر والسماحة
وقال صلی اللہ علیہ وسلم
الصبر کنز من کنوز
الجنة وسئل مرة
ما الایمان فقال الصبر
وھذا یشبہ قولہ
صلی اللہ علیہ وسلم
الحج عرفة وقد وجد
فی رسالة عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ
الی ابی موسی الاشعری
علیك بالصبر واعلم
ان الصبر صبران
احدھما افضل من
الآخر الصبر فی
المصیبات حسن و
افضل منہ الصبر عما
حرمہ اللہ تعالی واعلم
ان الصبر ملاك الایمان و
ذلك بان التقوی افضل
البر والتقوی بالصبر

الشکر

قال اللہ تعالی فاذکرونی اذکرکم
واشکروا لی ولا تکفرون وقال تعالی
ما یفعل اللہ بعذابکم ان شکرتم و
امنتم وقال وسنجزی الشاکرین

پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ "ایمان صبر اور جوانمردی ہے"۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے"

اور ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ایمان کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ "صبر ہے"

یہ آپ کے اس قول کے مشابہ ہے کہ "حج عرفہ ہے"۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خط میں جو ابو موسیٰ اشعری کو لکھا گیا تھا یہ پایا گیا ہے کہ "صبر کو لازم پکڑو"

جاننا چاہیے کہ صبر دو قسم پر ہے ایک قسم ان میں سے دوسرے سے افضل ہے۔ ایک تکلیفوں میں صبر کرنا ہے۔ یہ بھی اچھا ہے۔ لیکن اس سے افضل وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی کل حرام کی ہوئی چیزوں سے کیا جائے"

اور جاننا چاہیے کہ صبر ایمان کی جڑ ہے اس لیے کہ تقویٰ سب نیکیوں سے افضل ہے اور تقویٰ صبر ہی سے ہوتا ہے"

شکر۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "پس تم یاد رکھو مجھ کو میں یاد رکھونگا تم کو اور میرا احسان مانو اور ناشکری نہ کرو"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "تم کو عذاب دیکر اللہ کیا کریگا اگر تم شکر کرو اور ایمان پر قائم رہو۔

اور فرماتا ہے کہ ہم جزا دینگے شکر

وقال تعالیٰ اخبارا عن ابلیس اللعین لاقعدن لهم صراطك المستقیم قیل هو طریق الشکر ولعلو رتبة الشکر طعن اللعین فی الخلق فقال ولا تجد اکثرهم شاکرین وقال تعالیٰ وقلیل من عبادی الشکور وقال تعالیٰ لئن شکرتم لازیدنکم لم یستثن فیه کما استثنی فی قوله ویرزق من یشاء بغیر حساب وقال ویغفر ما دون ذلك لمن یشاء وقال صلی اللہ علیه وسلم الطاعم الشاکر بمنزلة الصائم الصابر ولما قام صلی اللہ علیه وسلم طول اللیلة یبکی قالت له عائشة رض ما یبکیك وقد غفر اللہ لك ما تقدم من ذنبك وما تاخر قال فلا اکون عبدا شکورا الحدیث قال اللہ

کرنیوالوں کو۔"

اور حق تعالیٰ نے ابلیس لعین کی خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ (وہ کہتا ہے کہ) میں بھی ضرور بیٹھونگا (انکی تاک میں) تیری سیدھی راہ پر۔" کہا گیا ہے کہ وہ راہ شکر ہی کی ہے۔" اور شکر کے بلند مرتبے کے سبب شیطان لعین نے بھی باریتعالیٰ کی خلقت انسان میں اسطرح طعنہ دیا کہ تو نہ پائیگا اکثر بنی آدم کو شکر گذار"

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میرے بندوں میں شکر گذار بہت تھوڑے ہیں۔" اور ارشاد ہے کہ "اگر تم شکر بجالاؤ گے تو میں تمہیں بڑھا دونگا۔" اس ارشاد میں کوئی استثنا نہ فرمائی جیسا کہ اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے جس کو چاہتا ہے رزق دیتا ہے۔ اور ارشاد ہے کہ بخشیگا اس کے علاوہ جس کو چاہے۔" کہ ان میں استثنا ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "شکر گذار کھانے والا صابر روزہ دار کے برابر ہے۔" اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ ساری رات اٹھکر روتے رہے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ "آپکو کونسی چیز رلا رہی ہے آپکے تو اللہ تعالیٰ نے اگلے اور پچھلے سب گناہ بخش دیئے ہیں تو حضور نے فرمایا کہ "کیا میں شکر گذار بندہ نہ بنوں؟" اللہ تعالے کا ارشاد ہے

تعالى وان تعدوا نعمة الله
لا تحصوها اعلم ان نعم
الله تعالى عليك ليست
مما يحصى ولو ذكرنا من
نعم الله التي بها قوام
بدنك من كيفية احتياج
الكبد الى القلب والدماغ
واحتياج كل واحد
من هذه الاعضاء الرئيسة
الى صاحبه وكيفية انشعاب
العروق الضوارب من
القلب الى سائر البدن
وبواسطتها يصل الغذاء
ثم كيفية تركب الاعضاء
وعدد عظامها وعضلاتها
وعروقها واوتارها و
رباطاتها وغضاريفها و
رطوباتها لطال الكلام و
كل ذلك محتاج اليه للاكل
ولامور اخر سواه بل في الآدمي
آلاف من العضلات والعروق
والاعصاب مختلفة بالصغر والكبر
والدقة والغلظ وكثرة الاقسام
وقلتها ولا شيء منها الا وفيه حكمة او
اثنان او ثلاث او اربع الى عشر

کہ "اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گنو گے تو شمار نہ کر سکو گے"
جاننا چاہیے کہ خداوند تعالیٰ کی نعمتیں بندہ
پر اس قدر ہیں جو حساب وشمار میں نہیں آ
سکتیں اور اگر ہم صرف اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں
سے وہ ذکر کریں جن سے انسان کا بدن قائم ہے
تو بھی بیان نہ کر سکیں۔ مثلاً یہ کہ جگر کو قلب اور
دماغ کی طرف کیسا احتیاج ہے اور ان اعضائے
رئیسہ میں سے ہر ایک دوسرے کی طرف کیسے
محتاج ہے اور پھڑکنے والی رگیں (شرائین) قلب
سے پھوٹ کر اور شاخ در شاخ ہو کر سارے
بدن میں کیسے پھیل گئی ہیں اور ان کے واسطے
سے غذا کیسے پہونچتی ہے اور اعضا کی ساخت
وترکیب کس طرح ہوئی ہے اور ہڈیاں اور
مچھلیاں۔ رگیں اور تانتیں اور بندھن اور
چپنی ہڈیاں اور رطوبتیں کتنی اور کیسی ہیں۔ اگر
ان سب کی تفصیل کی جائیگی تو کلام بہت طویل ہو جائیگا
اور ان سب چیزوں کی طرف انسان کھانے اور
بہت سی باتوں کے بارہ میں نہایت محتاج ہے
بلکہ انسان میں ہزاروں مچھلیاں اور رگیں اور
پٹھے چھوٹائی اور بڑائی اور پتلے پن اور موٹائی
میں مختلف مختلف موجود ہیں اور ان کے اقسام
بھی بعض کے زیادہ اور بعض کے کم ہیں لیکن ان
میں سے کوئی ایک چھوٹی سی چیز بھی ایسی نہیں
کہ جس میں ایک یا دو یا تین یا چار دس تک حکمت

وزیادہ وکل ذلک نعم من اللہ تعالٰی علیک و لو سکن من جملتہا عرق متحرک او تحرک عرق ساکن لہلکت یا مسکین فانظر الی نعم اللہ تعالٰی علیک اولا لتقوی بعدہا علی الشکر فانک لا تعرف من نعمۃ اللہ سبحانہ الا الاکل وھو اخسہا ثم لا تعرف منہا الا انک تجوع فتاکل والحمار ایضا یعلم انہ یجوع فیاکل ویتعب فینام ویشتہی فیجامع ویستنھض فینھض ویرمح فاذا لم تعرف انت من نفسک الا ما یعرف الحمار فکیف تقوم بشکر نعمۃ اللہ علیک وھذا الذی رمزنا الیہ علی الایجاز قطرۃ من بحر واحد من بحار نعم اللہ فقط فاذکر قولہ تعالٰی وان تعدوا

اس سے بھی زیادہ بخشیں، اور فائدے موجود نہ ہوں اور یہ سب تم پر اللہ تعالٰی کی نعمتیں ہیں۔ اگر ان سب میں سے ایک بھی چلتی ہوئی رگ ٹھیر جائے یا ایک بھی ساکن رگ متحرک ہو جائے تو بچارے انسان کی جان پر آ بنے۔

پس پہلے پہل حق تعالٰی کی نعمتوں کی طرف نظر غور سے دیکھو تاکہ پھر اچھی طرح شکر ادا کر سکو مگر تم ہو کہ اللہ تعالٰی کی نعمتوں میں سے اور کسی کو نہیں جانتے۔ جانتے ہو تو صرف کھانے ہی کو۔ حالانکہ یہ سب سے خسیس تر ہے۔ اور اگر کچھ جانتے ہو تو بس یہی کہ جب بھوکے ہوتے ہو تو کھانے لگتے ہو۔ اتنا تو گدھا بھی جانتا ہے کہ بھوک کے بعد کھایا جاتا ہے۔ اور جب تھک جاتا ہے تو سو جاتا ہے اور جب شہوت ہوتی ہے تو جماع کرتا ہے اور اٹھنا چاہتا ہے تو اٹھ جاتا ہے اور دولتیاں مارنے لگتا ہے تو تم بھی جب اپنے نفس سے اتنا جانتے ہو جتنا کہ گدھا جانتا ہے تو خود ہی کہو کہ اللہ تعالٰی کی ان بےشمار نعمتوں کی شکر گذاری کیسے کر سکتے ہو جن کی طرف نہایت اختصار سے ابھی ہم نے اشارہ کیا ہے یہ گویا اللہ تعالٰی کی نعمتوں کے دریاؤں میں سے ایک دریا کا ایک قطرہ لیا گیا ہے۔ اب خداوند تعالٰی کے قول کو یاد کرکے تصدیق کرو کہ بےشک اور بجا ارشاد ہے کہ "اگر تم اللہ کی نعمتیں گننے لگو تو

نعمۃ اللّٰہ لا تحصوھا۔ انتھی وقد اطلنا الکلام فی ھذا ولیس مرادنا منہ استیعاب نعم اللّٰہ تعالٰی فی بدن العبد بل المراد التیقظ وتجدد الشکر فی کل لمحۃ وان اردت التفصیل فعلیک باحیاء علوم الدین۔

شمار میں نہ لا سکو" (انتہٰی) اس بارہ میں جو ہم نے کلام کو طوالت دی ہے اس سے ہمارا مقصد یہ نہیں کہ خداوند تعالیٰ کی ساری وہ نعمتیں جو بدن انسان میں ہیں ہم نے اپنے بیان میں گھیر لی ہیں۔ بلکہ مراد خواب غفلت سے بیدار کرنا اور چونکانا ہے اور شکر الٰہی کو ہر لحظہ دُہرانے اور تازہ کرنے کے لئے اتنا کہا گیا ہے۔ اگر تم زیادہ تفصیل چاہو تو کتاب احیاء العلوم دیکھو۔

الخوف والرجاء

(خوف اور امید کے بیان میں)

قال اللّٰہ تعالٰی لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ فحرم اصل الیاس وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یموتن احدکم الا وھو یحسن الظن باللّٰہ تعالٰی وقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول اللّٰہ عزوجل انا عند ظن عبدی بی فلیظن بی ماشاء ودخل صلی اللّٰہ علیہ وسلم علی رجل وھو فی النزع فقال کیف تجدک فقال اجدنی اخاف ذنوبی وارجو رحمۃ ربی فقال صلی اللّٰہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا حرام ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اچھا گمان رکھتا ہو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ حق جل وعلا کا ارشاد ہے کہ "میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں پس گمان رکھے مجھ پر جیسا چاہے"۔

اور حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس حالت نزع میں تشریف لے گئے آپ نے فرمایا کہ اپنے کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے کہا میں اپنے تئیں ایسا پاتا ہوں کہ اپنے گناہوں سے تو ڈر رہا ہوں اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار رہوں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ

ما اجتمعا فی قلب عبد فی ھذا الموطن الا اعطاہ اللہ ما رجا و امنہ مما یخاف و مما ورد فی الرجاء خارج عن الحصر اما الآیات فقد قال تعالٰی قل یا عبادی الذین اسرفوا علٰی انفسھم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم۔ وفی قراءۃ قرأ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا یبالی انہ ھو الغفور الرحیم وقال تعالٰی والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون لمن فی الارض واخبر تعالٰی ان النار اعدھا لاعدائہ وانما خوف بھا اولیاءہ فقال لھم من فوقھم ظلل من النار ومن تحتھم ظلل ذلک

وسلم نے فرمایا کہ ایسے وقت میں دو باتیں کسی بندے کے قلب میں جمع نہ ہونگی مگر خداوند تعالیٰ اس کو عطا کر دیگا وہ چیزیں جن کی وہ امید رکھتا تھا اور امن میں رکھیگا اسے ان چیزوں سے جن سے وہ ڈرتا تھا۔ رجاء (امید) کے بارہ میں آتی آیتیں اور حدیثیں وارد ہو چکی ہیں جنکا حصر نہیں کیا جا سکتا بعض آیتیں لکھی جاتی ہیں۔ آیۃ شریفہ (کہدو اے نبیؐ) اے میرے بندو جنہوں نے اپنے اوپر زیادتی کی ہے۔ کہ تم اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخش دیگا واقعی وہ بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے

اور ایک قراۃ میں ہے کہ حضورؐ نے اسطرح پڑھا کہ: ولا یبالی "یعنے اسے کوئی پرواہ نہیں (اگر وہ سب گناہ بخشدے) بیشک وہ غفور و رحیم ہے"

اور ارشاد ہے کہ "فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش اور معافی مانگتے ہیں زمین کے رہنے والوں کے لئے" اور اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ آگ (دوزخ) کو اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے تیار کیا ہے اور اپنے اولیاء (دوست بندوں) کو تو صرف اس سے ڈرایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ان کے لئے (دوزخیوں کے لئے) اُن کے اوپر سے آگ کے سائبان ہیں اور اُن کے نیچے سے بھی شعلے

يخوف الله به عباده
وقال تعالى واتقوا النار
التي أعدت للكفرين
وروى ابي موسى عنه
صلى الله عليه وسلم انه
قال أمتي امة مرحومة
لا عذاب عليها في الآخرة
عجل الله عقابها في
الدنيا الزلازل والفتن
فاذا كان يوم القيمة
دفع الى كل رجل
من امتي رجل من
اهل الكتاب فقيل هذا
فداءك من النار - و
روى انس رض ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم
سال ربه في ذنوب
امته فقال يا رب اجعل
حسابهم الي لئلا يطلع على
مساويهم غيري فاوحى الله
تعالى اليه هم امتك و
هم عبادي وانا ارحم بهم
منك لا اجعل حسابهم الى
غيري لئلا تنظر الى مساويهم انت

سائبان کے - یہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ ڈراتا
ہے اپنے بندوں کو۔

اور ارشاد الٰہی ہے کہ ڈرو اس آگ سے
جو کافروں کے لئے تیار کی گئی ہے"

ابو موسیٰ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت بخشی ہوئی امت
ہے۔ اس پر آخرت میں کوئی عذاب نہیں اللہ
تعالیٰ نے ان کا عقاب یہیں دنیا میں بھیجدیا
ہے۔ یعنی فتنے اور زلزلے۔ پس جبکہ قیامت
کا دن ہوگا۔ تو میری امت سے ہر ایک شخص
کو ایک شخص اہل کتاب میں سے دیدیا جائیگا
اور کہا جائیگا کہ یہ دوزخ سے بچاؤ کے لئے
تمہارا فدیہ ہے"

حضرت انس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے اپنی امت کے
بارہ میں اپنے رب سے سوال کیا۔ اس طرح سے
کہ فرمایا کہ "اے میرے پروردگار! ان کا میری
امت کا حساب وکتاب مجھے ہی سپرد کیا جائے
تاکہ کوئی اور ان کی برائیوں سے مطلع نہ ہو سکے"
تو اللہ تعالیٰ نے آپکی طرف وحی فرمائی کہ "اگر
وہ امت تمہاری ہے تو بندے میرے ہیں اور
میں تم سے زیادہ ان پر رحیم اور کریم ہوں۔ میں
اپنے ماسوا کسی کے حوالے ان کا حساب نہیں کرتا
تاکہ آپ خود یا آپکے علاوہ بھی کوئی اور ان کی برائیوں

ولا غیرك وقال صلی اللہ علیہ وسلم حیاتی خیر لکم وموتی خیر لکم اما حیاتی فاسن لکم السنن واشرع لکم الشرائع واما موتی فان اعمالکم تعرض علی فما رایت منہا حسنا حمدت اللہ علیہ وما رایت منہا سیئا استغفرت اللہ لکم۔ الخوف فما ورد فی فضائل الخوف خارج عن الحصر و ناھیك دلالۃ علی فضیلتہ جمع اللہ تعالٰی للخائفین الہدی والرحمۃ والعلم والرضوان وھی مجامع مقامات الجنان قال اللہ تعالٰی وھدی ورحمۃ للذین ھم لربھم یرھبون وقال تعالٰی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء وصفھم بالعلم لخشیتھم و قال عزوجل رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ ذلك لمن خشی ربہ۔

کو نہ دیکھ سکے "۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "میری حیات بھی تمہارے لئے بہتر ہے اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے۔ حیات تو یوں کہ میں تمہارے لئے فوز و فلاح کے طریقے اور سنتیں مقرر کرتا ہوں اور تمہارے لئے شریعت بناتا ہوں۔ اور موت یوں کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں۔ پس ان میں جو کچھ اچھا دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ کی حمد کرتا ہوں۔ اور جو برا نظر آتا ہے۔ تو تمہارے لئے اللہ تعالٰی سے بخشش کی طلب کرتا ہوں "۔

(**خوف**) خوف کے فضائل اس کثرت سے وارد ہو چکے ہیں جنکا حصر نہیں کیا جا سکتا اور فضیلت خوف میں اتنا ہی کافی ہے کہ اللہ تعالٰی نے خوف رکھنے والوں کے لئے یہ ساری فضیلتیں جمع فرمادی ہیں۔ یعنی ہدایت، رحمت، علم اور اپنی خوشنودی اور یہی باتیں مقاماتِ جنت کو لے لینے والی ہیں چنانچہ حق تعالٰی کا ارشاد ہے کہ یہ (کلام مجید) ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں "۔

اور ارشاد الٰہی ہے کہ "اللہ کے بندوں میں اس سے (اللہ سے) علماء ہی ڈرتے ہیں یہ انکو خوف و خشیت کے سبب ہی وصف علم سے ممتاز فرمایا۔

وثمرة الخوف الورع والتقوى ولا يخفى ما ورد في فضائلهما حتى ان العاقبة صارت موسومة بالتقوى مخصوصة بها كما صار الحمد مخصوصا بالله تعالى والصلوٰة برسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يقال الحمد لله رب العلمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة على سيدنا محمد صلى الله عليه وآله اجمعين وقد خصه الله تعالى التقوى بالاضافة الى نفسه فقال تعالى لن ينال الله لحومها ولا دماؤها ولكن يناله التقوى منكم وانما التقوى عبارة عن كف بمقتضى الخوف كما سبق ولذلك قال

اور حق جل وعلا کا ارشاد ہے کہ "اللہ ان سے راضی رہیگا اور وہ اللہ سے راضی رہیں گے۔ یہ اس شخص کے لئے ہے۔ جو اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے"۔

خوف کا ثمرہ پرہیزگاری اور تقوٰی ہے اور ان کی فضیلت میں جو وارد ہو چکا ہے۔ وہ کسی سے مخفی نہیں۔ یہانتک کہ آخرت کا نام ہی تقوٰی پڑ گیا ہے اور تقوٰی کے ساتھ مخصوص ہو گئی ہے جس طرح سے کہ "حمد" اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور "صلوٰۃ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہو گئی ہیں۔

چنانچہ کہا جاتا ہے کہ حمد اللہ ہی کے لئے ہے جو پروردگار ہے تمام جہان کا اور آخرت پرہیزگاروں کے لئے ہے اور صلوٰۃ ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر ہو۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے تقوٰی کو اپنی طرف نسبت دیکر خاص فرما لیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "اللہ کو انکے (قربانی کے جانوروں کے) گوشت یا ان کے خون نہیں پہنچتے لیکن اس کو تمہارا تقوٰی پہنچتا ہے۔

اور تقوٰی رک جانے سے عبارت ہے کہ جو خوف کا مقتضیٰ ہے۔ جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے اور اسی وجہ سے حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

تم سب میں اللہ کے نزدیک معزز و مکرم وہ ہے

اللہ تعالیٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقکم و لذالک اوصی اللہ تعالیٰ الاولین والاخرین بالتقوی فقال تعالیٰ ولقد وصّینا الذین اوتوا الکتٰب من قبلکم وایاکم ان اتقوا اللہ وقال عزّ و جلّ وخافون ان کنتم مؤمنین وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی فضیلۃ التقوی اذا جمع اللہ الاولین والاخرین لیقات یوم معلوم فاذا ھم بصوت یسمع اقصاھم کما یسمع ادناھم فیقول یا ایھا الناس انی قد انصتّ لکم منذ خلقتکم الی یومکم ھذا فانصتوا الی الیوم انما ھی اعمالکم ترد علیکم ایھا الناس انی قد جعلت نسبا وجعلتم نسبا فوضعتم نسبی ورفعتم نسبکم قلت ان اکرمکم عند اللہ اتقکم وابیتم الا ان تقولوا فلان ابن فلان و فلان اغنی من

جو تم میں زیادہ متقی اور پرہیزگار ہے" اور اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اولین و آخرین کو تقوی کی وصیت فرمائی ہے چنانچہ ارشاد ہے کہ "ہم نے وصیت کی تھی ان لوگوں کو جن کو تم سے پہلے کتاب دیگئی ہے۔ اور تم کو بھی (وصیت کی جاتی ہے) اس بات کی کہ اللہ سے ڈرو"!

اور فرمایا کہ "مجھ ہی سے ڈرو اگر تم مومن ہو" اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تقوی کی فضیلت میں۔ کہ جبکہ خداوند تعالیٰ اولین و آخرین کو قیامت کے دن اکٹھا کریگا۔ تو وہ ایک ایسا آواز سنیں گے کہ قریب و بعید سب کو سننے میں یکساں ہوگا۔

پھر خداوند تعالیٰ فرمائیگا کہ اے لوگو! جب سے میں نے تم کو پیدا کیا ہے آجتک میں تم سے خاموش رہا ہوں۔ تو آج تم میرے لئے خاموش رہو۔ تاکہ تمہارے اعمال تمہارے سامنے پیش کئیے جائیں۔

اے لوگو! ایک نسب میں نے بنایا تھا اور ایک تم نے مقرر کیا تھا۔ تو تم نے میرے نسب کو پست کیا اور اپنے گھڑے ہوئے نسب کو بلند کردیا میں تو یہ کہا تھا کہ تم میں زیادہ مکرم تم کے نزدیک تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے اور تم نے اسکا انکار کردیا اور کہنے لگے کہ فلاں فلانے کا بیٹا ہے۔ اور فلاں فلانے سے زیادہ

فلان فانہ یوم اضع نسبکم وارفع نسبی این المتقون فیرفع للقوم لواء فیتبع القوم لواءہم الی منازلہم فیدخلون الجنۃ بغیر حساب وقال علیہ الصلوٰۃ و السلام راس الحکمۃ مخافۃ اللہ وقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لابن مسعود ان اردت ان تلقانی فاکثر من الخوف بعدی وقال الفضیل من خاف اللہ دلہ الخوف علی کل خیر وقال الشبلی رح ماخفت اللہ یوما الا رایت لہ بابا من الحکمۃ والعبرۃ ما رایتہ قط۔ وقال یحیی بن معاذ ما من مؤمن یعمل سیئۃ الا ویلحقہا حسنتان خوف العقاب و رجاء العفو کثعلب بین الاسدین

غنی ہے پس آج میں تمہارے نسب کو پست کرتا ہوں اور اپنے مقرر کئے ہوئے نسب کو بلند کرتا ہوں۔ کہاں ہیں پرہیزگار! (دیکھکر پکارا جائیگا) پھر اس قوم کے لئے ایک جھنڈا بلند کیا جائیگا یہانتک کہ وہ اس کے پیچھے پیچھے اپنے منزلوں کو پہونچینگے اور جنت میں بغیر حساب وکتاب داخل ہونگے"۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حکمت کا سر اللہ تعالیٰ کا ڈر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن مسعود کو فرمایا تھا کہ اگر تمہیں ارادہ ہے کہ مجھ سے ملو تو میرے بعد زیادہ خائف رہو۔

حضرت فضیل رح کہتے ہیں کہ جو اللہ سے ڈرتا ہے تو وہ خوف ہی اس کو سب نیکیوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے"۔

اور حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ "میں اللہ تعالیٰ سے جس دن ڈرا تو اس دن میں نے ایک ایسا دروازہ حکمت اور عبرت کا کھلا پایا کہ میں نے اُسے کبھی نہ دیکھا تھا"۔

اور حضرت یحییٰ ابن معاذ کہتے ہیں کہ کوئی مومن کسی برائی کا ارتکاب نہیں کرتا۔ مگر یہ کہ اسکے بعد دو نیکیاں اس کو لاحق ہوتی ہیں (۱) عقاب کا خوف (۲) عفو کی امید۔ جس طرح سے کہ ایک لومڑی دو شیروں کے درمیان گھری ہوئی ہو

وکذلك ما ورد في
فضائل الذکر لا
یخفی وقد جعل مخصوصا
بالخائفین فقال سیذکر
من یخشی وقال تعالی
ولمن خاف مقام ربه
جنتان وقال صلی
الله علیه وسلم قال
الله عز وجل وعزتی
لا اجمع علی عبدی خوفین
ولا اجمع له امنین
فان امننی فی الدنیا
اخفته یوم القیمة
واذا اخافنی فی الدنیا
امنته یوم القیمة
وقال صلی الله علیه وسلم
من خاف الله تعالی خافه
کل شیء ومن خاف
غیر الله خوفه الله من کل
شیء الزهد والفقر قال
الله تعالی للفقراء المهاجرین
الذین اخرجوا من دیارهم
واموالهم الآیة وقال
تعالی للفقراء الذین

اسی طرح سے ذکر الٰہی کی اتنی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں جو کسی سے پوشیدہ نہیں اور ذکر کو خائفین ہی کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "ذکر وہی کریگا جو اللہ سے ڈرتا ہے" اور ارشاد ہے کہ "جو اپنے رب کے سامنے (بروز حشر) کھڑے ہونے سے ڈرے اُسے دو باغ عطا ہونگے"

اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اپنے بندے پر دو خوف جمع نہ کرونگا۔ اسی طرح سے دو امن بھی جمع نہ کرونگا۔ اگر دنیا میں وہ مجھ سے بے خوف رہے تو قیامت کے دن میں اُسے ڈراؤنگا اور اگر دنیا میں وہ مجھ سے خوف میں رہا ہے تو قیامت کے دن اس کو بے خوف اور امن میں رکھونگا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اس سے ہر ایک چیز ڈرتی ہے۔ اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز سے ڈراتا ہے"

(زہد اور فقر کے بیان میں) حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "(مال فئ) ان فقیروں اور محتاج مہاجرین کے لئے ہے جو اپنے گھروں اور اپنے مالوں سے نکالے گئے ہیں (انکی صفتیں بیان فرمانے کے بعد کہا گیا ہے کہ یہی لوگ سچے ہیں"

اور ارشاد ہے کہ "(حق) ان فقیروں اور زاہدوں

احصروا فی سبیل اللہ
لا یستطیعون ضربا فی
الارض ساق الکلام
فی معرض المدح ثم قدم
وصفہم بالفقر علی وصفہم
بالہجرۃ والاحصار و
روی عبد اللہ بن عمرؓ
قال قال رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم لاصحابہ
ای الناس خیر فقالوا
موسر من المال یعطی
حق اللہ من نفسہ ومالہ
فقال نعم الرجل ھذا و
لیس بہ قالوا فمن خیر
الناس یا رسول اللہ
فقال فقیر یعطی جھدہ و
قال علیہ الصلوۃ والسلام
بلال الق اللہ فقیرا ولا
تلقہ غنیا وقال صلے اللہ
علیہ وسلم ان اللہ یحب
الفقیر المتعفف ابا العیال و
فی الخبر المشہور یدخل فقراء
امتی الجنۃ قبل اغنیائہا
بخمس مائۃ عام وفی حدیث آخر باربعین

کا ہے جو اللہ کی راہ میں دشمنوں کے نرغے میں) گھرے ہوئے ہیں جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ کلام مقام مدح میں ارشاد فرمایا ہے۔ پھر خاص ان کے فقر کی صفت کو ہجرت اور احصار (گھرے ہوئے ہونے) کی صفتوں سے مقدم رکھا ہے۔"

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے دریافت فرمایا کہ "لوگوں میں کون بہتر ہے؟" انہوں نے عرض کیا کہ وہ مالدار جو اللہ تعالیٰ کا حق اپنی جان ومال سے ادا کرتا ہو۔"

حضورؐ نے فرمایا کہ "یہ آدمی بھی اچھا ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر بتلاؤ۔" انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! پھر کون بہتر ہے؟ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ "وہ فقیر جو (اللہ کی راہ میں) رنج اٹھاتا ہو اور کوشش کرتا ہو۔"

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو فرمایا تھا کہ "خدا سے فقیری کی حالت میں ملو غنی ہو کر نہ ملو۔" اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ فقیر کو دوست رکھتا ہے جو پرہیزگار رہو اور جو بال بچوں والا ہو۔" اور ایک مشہور حدیث میں ہے کہ میری امت کے فقراء مالداروں سے پانچسو برس پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔" اور ایک دوسری حدیث میں چالیس

خزیفا وقال تعالےٰ
فخرج علےٰ قومہ فی
زینتہ الیٰ قولہ تعالیٰ
وقال الذین اوتوا العلم
ویلکم ثواب اللہ
خیر لمن آمن فنسب
الزھد الی العلماء
ووصف اھلہ بالعلم
وھو غایۃ الثناء وقال
تعالےٰ اولئک یؤتون
اجرھم مرتین بما
صبروا وقال تعالےٰ
من کان یرید حرث
الاٰخرۃ نزدلہ فی حرثہ
ومن کان یرید حرث
الدنیا نؤتہ منھا وما
لہ فی الاٰخرۃ من نصیب
واعلم
ان حب الدنیا
من المھلکات
وبغض الدنیا من المنجیات
وھو المعنی بالزھد و
قد قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من اصبح

سال آیا ہے۔

اور حق تعالیٰ نے قارون کے قصہ میں فرمایا ہے کہ "غرض یہ کہ قارون نکلا اپنی قوم پر اپنی آرائش میں، لگے کہنے وہ لوگ جو دنیا کی زندگی کے مالک تھے کہ اے کاش! ہم کو بھی ملا ہوتا جیسا قارون کو ملا ہے بیشک وہ بڑا صاحب نصیب ہے اور کہا اُن لوگوں نے جن کو علم عطا کیا گیا تھا کہ وائے تم پر! اللہ کا ثواب بہتر ہے اُس کے لئے جو ایمان لایا اور نیک اعمال کئے۔ اور یہ بات اُنہی کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر کرنیوالے ہیں"

اللہ تعالیٰ نے زہد کی نسبت علماء کی طرف فرمائی ہے اور زاہدوں کو وصف علم سے ممتاز فرمایا ہے اور یہ انتہائی تعریف ہے۔

اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہی ہیں جن کو انکا اجر دوھرا دیا جائیگا۔ اس وجہ سے کہ انہوں نے صبر کیا" اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ "جو شخص طالب ہو آخرت کی کھیتی کا، بڑھا دینگے ہم اُس کے لئے اُس کھیتی میں۔ اور جو طالب ہو دنیا کی کھیتی کا ہم اس کو دینگے کچھ اسمیں سے، اور اسکا آخرت میں کچھ حصہ نہیں"

اور جاننا چاہیئے کہ دنیا کی محبت مہلکات میں سے ہے اور دنیا کا بغض نجات دینے والے امور میں سے ہے اور یہی معنی ہیں زہد کے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو شخص

وھمہ الدنیا شتت اللہ علیہ امرہ و فرق علیہ ضیعتہ وجعل فقرہ بین عینیہ ولم یأتہ من الدنیا الا ما کتب اللہ لہ ومن اصبح وھمہ الآخرۃ جمع اللہ لہ ھمتہ وحفظ علیہ ضیعتہ وجعل غناہ فی قلبہ واتتہ الدنیا وھی راغمۃ۔

التوکل

قال اللہ تعالٰی فی مدحہ وعلی اللہ فتوکلوا ان کنتم مؤمنین وقال عز وجل وعلی اللہ فلیتوکل المتوکلون وقال اللہ تعالٰی ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ وقال تعالٰی ان اللہ یحب المتوکلین و اعظم بمقام موسوم

صبح کو اس حال میں اٹھتا ہے کہ اُسے دنیا کا فکر لگا ہوتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کے کام کو پراگندہ کر دیتا ہے۔ اور اُس کے روزگار اور پیشہ کو تباہ کر دیتا ہے اور افلاس و احتیاج سے اس کو دوچار کر دیتا ہے اور پھر بھی دنیا میں سے اس سے زائد تو اُسے ملنے کا نہیں جو اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے مقرر کیا ہے اور جو شخص اس حال میں صبح کرتا ہے کہ اس کو آخرت ہی کا خیال اور فکر دامنگیر اور پیش نظر ہوتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے مشکلات کو آسان کر دیتا ہے اور اس کے روزگار و پیشہ کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اس کے قلب کو غنی بنا دیتا ہے۔ اور دنیا بھی خوار ہو کر اس کے پاس کھنچی چلی آتی ہے"

توکل کے بیان میں۔

اللہ تعالےٰ توکل کی مدح میں فرماتا ہے کہ "اگر تم مؤمن ہو تو اللہ ہی پر توکل کرو" اور فرمایا کہ "اللہ ہی پر توکل کریں توکل کرنیوالے" اور فرمایا ہے کہ جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ ہی اسکو کافی ہے" اور حق جل وعلا فرماتا ہے کہ اللہ تعالےٰ توکل رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اس مقام و مرتبے کو بہت ہی بڑا سمجھنا چاہئے۔ کہ جس میں اللہ تبارک و تعالیٰ اس مقام

محبة الله تعالیٰ صاحب ومضمون بکفایة الله تعالیٰ ملابسه فمن الله تعالیٰ حسبه وکافیه ومحبه وراعیه فقد فاز الفوز العظیم فان المحبوب لا یعذب ولا یبعد ولا یحجب وقال تعالیٰ الیس الله بکاف عبده فطالب الکفایة من غیره هو التارك للتوکل وهو المکذب لهذه الآیة وقال رسول الله صلی الله علیه وسلم فیما رواه ابن مسعود رایت الامم في الموسم فرأیت امتی قد ملئوا السهل والجبل فاعجبتنی کثرتهم وهیئتهم فقیل لی ارضیت قلت نعم قیل ومع هؤلاء سبعون الفا یدخلون الجنة بغیر حساب قیل من هم یا رسول

والے سے محبت کرتا ہے اور اس کی ہست و نیست کا کفیل اور ضامن ہوا ہے۔

پس جس شخص کا اللہ تعالیٰ محب، اور کفیل اور رعایت رکھنے والا ہو۔ تو وہ نہایت بڑی کامیابی کو پہنچا ہوا ہے۔ اس لئے کہ محبوب کو نہ عذاب دیا جاتا ہے اور نہ اسکی دوری گوارا کی جاسکتی ہے۔ اور نہ اس سے پردہ کیا جاتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں ہے؟"

پس جو شخص غیر خدا سے کفایت وکفالت کا طالب ہے۔ تو وہ توکل کا تارک ہے اور اس آیت مبارکہ کو جھٹلا رہا ہے۔

حضرت ابن مسعود کی روایت میں ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "میں نے سب امتوں کو جبکہ وہ جمع کیگئی تھیں دیکھا (شب معراج میں) اور اپنی امت کو میں نے اس کثرت میں پایا کہ اس نے پہاڑوں اور میدانوں کو بھر دیا تھا۔ مجھے ان کی کثرت (بہتات) اور ہیئت پسند آئی پس مجھے کہا گیا کہ "کیا راضی ہوگئے؟" میں نے کہا "ہاں"، کہا گیا کہ ان کے ساتھ ستر ہزار اور بھی جنت میں بغیر حساب وکتاب داخل ہونگے۔ حضور سے عرض کیا گیا کہ وہ کون

الله قال الذین لا یکتوون
ولا یتطیرون ولا یسترقون
وعلی ربهم یتوکلون
فقام عکاشه وقال یا
رسول الله ادع الله ان
یجعلنی منهم فقال رسول
الله صلی الله علیه وسلم
اللهم اجعله منهم
فقام آخر فقال یا
رسول الله ادع الله
ان یجعلنی منهم فقال
صلی الله علیه وسلم
سبقك بها عکاشة و
قال صلی الله علیه
وسلم لو انکم
تتوکلون علی الله
حق توکله لرزقتم کما
یرزق الطیر تغدو
خماصا وتروح بطانا
وقال صلی الله علیه و
سلم من انقطع الی الله
عزوجل کفاه الله تعالی
کل مؤنة ورزقه من
حیث لا یحتسب

لوگ ہیں یا رسول اللہ؟ حضورؐ نے فرمایا:۔ وہ لوگ ہیں جو داغ نہیں لگاتے، اور بد فالی نہیں لیتے، اور گنڈے اور جھاڑ وغیرہ نہیں کرتے۔ بس اپنے پروردگار ہی پہ توکل کرتے ہیں"۔ عکاشہ کھڑے ہوگئے اور عرض کی کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس جماعت میں کردے (جو بغیر حساب جنت میں داخل ہونگے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا اللہ اس کو ان میں سے کردے" پھر ایک دوسرے شخص نے اٹھکر عرض کیا کہ یا رسولؐ اللہ میرے لئے بھی دعا فرمایئے تاکہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی ان میں سے کردے" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے اس معاملہ میں عکاشہ سبقت لے گئے"۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ جیسا کہ حق ہے توکل کا تو تمہیں بھی اسی طرح سے رزق دیا جائے جیسا کہ پرندوں کو دیا جاتا ہے کہ وہ صبح کو بھوکے اٹھتے ہیں اور شام ہوتی ہے تو سیر ہوکر لوٹتے ہیں"۔ اور حضورؐ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "جو شخص سارے علاقے توڑکر اللہ ہی کا ہو لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سب اسباب معیشت اور تکالیف کے لئے کافی ہوگا۔ اور اس کو وہاں سے رزق پہنچائیگا۔ جہاں سے اسکا گمان بھی نہ ہوگا؛

ومن انقطع الی الدنیا
وکلہ اللہ الیہا۔

المحبۃ للہ اعلم ان المحبۃ
للہ ہو الغایۃ القصوی
من المقامات والذروۃ
العلیا من الدرجات
فما بعد ادراک المحبۃ مقام
الا وہو ثمرۃ من ثمارہا
وتابع من توابعہا کالشوق
والانس والرضاء واخواتہا
ولا قبل المحبۃ مقام الا
وہو مقدمۃ من مقدماتہا
کالتوبۃ والصبر و
الزہد وغیرہا
قال بعض العلماء لا
معنی لہا الا المواظبۃ
علی طاعۃ اللہ تعالی اما
حقیقۃ المحبۃ فمحال الا
مع الجنس والمثال ولابد من
کشف الغطاء فاعلم ان الامۃ
مجتمعۃ علی ان الحب للہ تعالی
ولرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فرض وکیف یفرض ما لا وجود لہ
وکیف یفسر الحب بالطاعۃ والطاعۃ

اور جو شخص سب باتوں کو چھوڑ کر دنیا ہی کا ہو گیا تو اللہ اس کو دنیا ہی کی طرف سونپ دیتا ہے

محبت الٰہی کے بیان میں۔ جاننا چاہیے کہ محبت الٰہی ہی مقامات عالیہ کا منتہائی عروج اور درجات رفیعہ کا انتہائی بلند پایہ ہے مقام محبت تک رسائی کے بعد جو مقامات آتے ہیں وہ سب اُس کے تابع اور اس کے ثمر ہوتے ہیں۔ مثلاً شوق، انس، رضا اور ان جیسے اور۔

اور محبت سے قبل جو مقامات ہیں وہ بھی مقام محبت کے مقدمات ہوتے ہیں مثلاً توبہ، صبر، زہد، اور ان جیسے اور"

بعض علماء نے محبت کے یہ معنے کہے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر مواظبت اور ہمیشگی کرنا ہی محبت ہے" حقیقتاً محبت کا حق سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ پایا جانا تو محال ہے اسلئے کہ وہ تو ہم جنس اور مثال سے ہو سکتی ہے۔

اس پردہ کا اٹھانا ضروری ہے۔ اس لئے کہ اُمت مرحومہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرنا فرض ہے۔ بھلا جس چیز کا سرے سے وجود نہ ہو اس کو امت پر کیونکر فرض کیا جاتا ہے۔ اور محبت کے معنی طاعت کہنا بھی ٹھیک نہیں اس لئے کہ طاعت

تبع الحب ثمرته فلا بد ان
یتقدم الحب ثم بعد ذلک یطیع
من احب ویدل علی اثبات
الحب للہ تعالیٰ قولہ عزو
جل یحبھم ویحبونہ وقولہ
تعالیٰ والذین امنوا اشد
حبا للہ وھو دلیل علی
اثبات الحب واثبات
التفاوت فیہ وقد جعل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الحب للہ من شرط
الایمان فی اخبار کثیرۃ اذ
قال ابو رزین العقیلی یا
رسول اللہ ما الایمان قال ان
یکون اللہ ورسولہ احب
الیک مما سواھما وفی حدیث
اٰخر
لا یؤمن احدکم
حتی یکون اللہ ورسولہ
احب الیہ مما سواھما
فی حدیث اٰخر
لا یؤمن
العبد
حتی اکون

تو محبت کا ثمرہ اور اس کی تابع ہے. اس لئے
ضرور ہے کہ محبت طاعت سے پہلے پائی جائے
اور اصل میں بھی یہی ہے کہ پہلے محبت ہوتی ہے
اس کے بعد طاعت کی جاتی ہے. اللہ تعالیٰ
کے اثبات محبت پر آیات اور احادیث ذیل
دلالت کرتی ہیں (مومنین کی شان میں یہ آیت
نازل ہوئی ہے) کہ اللہ ان سے محبت رکھتا ہے
اور وہ اللہ سے محبت رکھتے ہیں (اور دوسری
آیت میں ہے) کہ جو لوگ ایمان والے ہیں انکو
اللہ کی محبت بہت زیادہ ہے؛
یہ آیت کریمہ اثبات محبت پر بھی دلالت
کرتی ہے اور اس بات پر بھی کہ محبت کے درجوں
میں تفاوت ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم نے اللہ تعالیٰ کی محبت کو شرط ایمان
میں سے گردانا ہے. چنانچہ ابو رزین عقیلی نے
جب کہا کہ یا رسول اللہ! ایمان کیا ہے؟ تو
آپ نے فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تمہیں اللہ
اور اس کے رسول ماسوا سے زیادہ محبوب ہوں
اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ تم میں سے
کوئی مومن کامل نہیں ہو سکتا جبتک کہ اللہ
اور اس کے رسول کے ساتھ ان کے ماسوا
سب سے زیادہ محبت نہ رکھے؛ اور ایک
دوسری حدیث میں ہے کہ کوئی بندہ کمالیت
ایمان کا درجہ نہیں پا سکتا جبتک کہ مجھ سے

احب الیہ من اھلہ و
مالہ والناس اجمعین
وفی روایۃ ومن نفسہ
کیف وقد قال تعالٰی
قل ان کان اٰباءکم
وابناءکم واخوانکم
الاٰیۃ وانما اجری ذلک
فی معرض التھدید و
الانکار وقد امر رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
بالمحبۃ فقال احبوا اللہ
لما یغذوکم من نعمہ و
احبونی لحب اللہ ایای
ویروی ان رجلا
قال یارسول اللہ انی
احبک فقال صلی اللہ
علیہ وسلم
استعد للفقر
فقال
انی احب اللہ تعالٰی
فقال
استعد للبلاء۔ وعن عمرؓ
قال نظر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الی مصعب بن عمیرؓ مقبلا و

اے اپنے اہل وعیال اور اپنے مال اور سب لوگوں
سے زیادہ محبت نہ ہو۔" ایک روایت میں ہے کہ
"اپنے نفس سے بھی زیادہ۔" بھلا کیونکر نہ ہو اسلئے
کہ حق تعالیٰ نے صاف فرمادیا ہے کہ "کہہ دیجئے
(اے حبیب) کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے
بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور
تمہاری برادری اور مال جو تم نے کمائے ہیں اور
سوداگری جس کے مندا پڑ جانے کا خوف کرتے ہو
اور حویلیاں جن کو تم پسند کرتے ہو تم کو زیادہ عزیز
ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول سے (آگے چلکر فرماتا
ہے) تو منتظر رہو تاکہ بھیجے اللہ اپنا حکم اور اللہ
تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں کرتا۔"

اور یہ کلام مقام تہدید وملامت میں کہا
گیا ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی محبت
کا امر فرمایا ہے کہ "خدا سے محبت رکھو اس لئے
کہ وہ تمہیں اپنی نعمتوں میں سے کھلاتا ہے اور مجھ
سے بھی محبت رکھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی
مجھ سے محبت ہے۔" روایت ہے کہ ایک شخص
نے کہا کہ یارسول اللہ میں آپ سے محبت رکھتا
ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ "فقر کے لئے تیار ہوجاؤ"
پھر اس نے کہا کہ میں اللہ سے محبت کرتا ہوں
آپ نے فرمایا کہ "تو پھر مصیبت اور بلا کے لئے
تیار ہوجاؤ۔" اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ حضورؐ نے مصعب بن عمیر کو سامنے

عليه اهاب كبش قد
تنطق به فقال النبي صلى
الله عليه وسلم انظروا الى
هذا الرجل الذي نور
الله قلبه لقد رايته
بين ابويه يغذوانه
باطيب الطعام والشراب
فدعاه حب الله ورسوله
الى ما ترون وفي الخبر
المشهور ان ابراهيم
عليه السلام قال لملك
الموت اذ جاءه لقبض
روحه هل رايت خليلا
يميت خليله فاوحى
الله تعالى اليه هل
رايت محبا يكره لقاء
حبيبه فقال ياملك
الموت الآن فاقبض و
هذا لا يجده الا عبد
يحب الله بكل
قلبه فاذا علم ان
الموت سبب اللقاء
انزعج قلبه اليه ولم يكن له
محبوب غيره

آتے ہوئے دیکھا۔ ان پر ایک دُنبے کی کھال تھی جس کو انہوں نے اوڑھ کر اپنی کمر پر باندھ لیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو جس کے دل کو خداوند تعالیٰ نے منور روشن کر دیا ہے میں نے اس کو اس کے والدین کے پاس دیکھا تھا۔ وہ اسے نہایت اچھا کھانا پینا دیتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ اور اس کے سچے رسول کی محبت نے اسے اس حد تک پہونچا دیا ہے جیسے تم دیکھ رہے ہو۔

ایک مشہور حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جب ملک الموت روح قبض کرنے کیلئے آیا تو آپ نے کہا کہ کیا! کوئی خلیل (دوست) اپنے خلیل کو مارتا ہے؟ اللہ تعالے نے ان پر وحی کی کہ ”کیا کوئی محب اپنے حبیب کے دیدار کو مکروہ (ناپسند) جانتا ہے اور اس سے پہلوتہی کرتا ہے“ تب حضرت خلیل نے کہا کہ اے ملک الموت اب میری روح قبض کرلے؟

اور ایسے جذبہ کو اپنے دل میں کوئی نہیں پاسکتا مگر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی محبت اپنے قلب کی گہرائیوں تک پاتا ہو۔ تو وہ جب یہ جان لیتا ہے کہ موت دیدار اور لقا کا سبب ہے۔ تو اس کا دل موت کے لئے اچھل پڑتا ہے اور موت کے علاوہ کوئی چیز اس کی محبوب نہیں رہتی۔

حتی یلتفت الیہ و قد قال نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اللھم ارزقنی حبک وحب من احبک وحب ما یقربنی الی حبک الحدیث وجاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یارسول اللہ متی الساعۃ قال ما اعددت لھا قال ما اعددت لھا کثیر صلاۃ ولا صیام الا انی احب اللہ ورسولہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرء مع من احبہ قال انس فما رأیت المسلمین فرحوا بشیء بعد الاسلام فرحھم بذلک. اعلم ان من احب غیر اللہ لا من حیث نسبتہ الی اللہ فذلک لجھلہ وقصورہ فی معرفۃ اللہ تعالی

تاکہ اس کے طرف التفات کرے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "یا اللہ مجھے اپنی محبت اور اس شخص کی محبت جو تم سے محبت کرتا ہے اور ان چیزوں کی محبت جو تمہاری محبت کو قریب کریں نصیب فرما۔" (آخر حدیث تک)

ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی؟" حضورؐ نے فرمایا کہ "تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟" اس نے کہا "میں نے اس کے لئے کوئی زیادہ نماز اور روزے کی تو تیاری کی نہیں البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہوں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "آدمی اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا"۔

حضرت انس کہتے ہیں کہ مسلمان اس بشارت سے اس قدر خوش ہوئے کہ اسلام کے بعد اور کسی چیز سے اتنے خوش نہ ہوئے تھے۔

جاننا چاہئے کہ جو شخص غیر اللہ سے محبت کرتا ہے لیکن بوجہ اللہ نہیں بلکہ اسی غیر کو محبت میں مقصود بالذات سمجھا ہوا ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں قصور اور جہالت کا سبب ہے۔

وحب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم محمود لانہ عین حب اللہ تعالی وکذلک حب العلماء و الاتقیاء لان محبوب المحبوب محبوب وکل ذلک یرجع الی حب الاصل۔

الرضاء

اعلم ان الرضاء ثمرۃ من ثمار المحبۃ وهو من اعلی مقامات المقربین وحقیقتہ غامضۃ علی الاکثرین وما یدخل علیہ من التشابہ والایهام غیر منکشف الا لمن علمہ اللہ تعالی التاویل وفهمہ وفقهہ فی الدین فقد انکر المنکرون تصور الرضاء بما یخالف الهوی

فضیلۃ الرضاء۔

قولہ تعالی رضی اللہ عنهم ورضوا عنہ وقد قال تعالی هل جزاء الاحسان الا الاحسان و منتهی الاحسان رضی اللہ عن عبدہ

خصوصاً حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا کیا کہنا ہے اس لئے کہ حضور ؐ کی محبت تو عین محبت الہی ہے۔ اسی طرح علماء اور پرہیزگاروں کی محبت ہے اس لئے کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہوتا ہے" حقیقت میں یہ ساری محبتیں اسی اصل یعنی محبت الہی کیطرف لوٹتی ہیں۔

(رضا) جاننا چاہیے کہ رضا محبت کے نتائج میں سے اور مقربین کے اعلیٰ مقامات میں سے ہے۔ اور اس کی حقیقت اکثر لوگوں پر پوشیدہ ہے۔ اور اس بحث میں جو شبہے اور وہم پڑتے ہیں وہ اس شخص کے علاوہ جس کو اللہ تعالیٰ نے تاویل کا علم دیا ہو اور دین میں فہم وفقاہت کا درجہ عطا کیا ہو کسی اور پر نہیں کھلتے۔ چنانچہ منکرین نے تو اس کا صاف انکار کردیا ہے کہ جو بات خواہش کے مخالف ہو۔ اس پر رضا کا تصور ہی کیونکر کیا جاسکتا ہے؟

(رضا کی فضیلت کے بیان میں)

حق تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "اللہ ان سے راضی رہیگا اور وہ اللہ سے راضی" اور حق سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "کیا؟ بھلائی کا بدلہ احسان (بھلائی) کے سوا کچھ اور ہے؟" اور احسان کی منتہا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے راضی ہوجائے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے

وهو ثواب رضی العبد
عن الله تعالیٰ وقد قال
تعالیٰ ومساکن طیبة
فی جنات عدن ورضوان
من الله اکبر فقد رفع
الله الرضا فوق جنات
عدن وفی الحدیث ان
الله یتجلی للمؤمنین
فیقول سلونی فیقولون
رضاك نسئلهم الرضاء
بعد النظر نهایة التفضیل
وقال ابن عباس رضی الله
عنهما اول من یدعی الی الجنة
یوم القیمة الذین یحمدون
الله تعالیٰ علی کل حال وقال
عبد العزیز بن ابی رواد
لیس الشان فی اکل خبز
الشعیر والخل ولا فی لبس
الصوف والشعر ولکن الشان
فی الرضا عن الله عز وجل
وقال عبد الله بن مسعود لان
الحس جمرة احرقت ما
احرقت وابقت ما ابقت
احب الی من ان اقول

سے رضامند ہونا یہی بندے کے (اللہ سے) راضی ہونے کا بہت بڑا اجر و ثواب ہے۔

چنانچہ ارشاد الٰہی ہے کہ (جنت میں) عمدہ مکانات ہیں جو ہمیشہ رہنے کے باغوں میں ہونگے اور اللہ کی رضامندی ان سب سے بڑی ہے اس میں دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے رضا کا درجہ جنات عدن سے بھی بڑھا دیا ہے۔

اور حدیث میں ہے۔ کہ حق سبحانہ و تعالیٰ مومنین کو اپنا جلوہ دکھائیگا پھر فرمائیگا کہ مجھ سے مانگو۔ وہ کہیں گے کہ تمہاری رضا مانگتے ہیں (دیدار کے بعد رضا کا سوال کرنا رضا کی بہت بڑی فضیلت ثابت کرتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ وہ لوگ جو سب سے پہلے قیامت کے دن جنت میں بلائے جائینگے وہ ہونگے جو ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے ہونگے۔

عبد العزیز بن ابی رواد کہتے ہیں کہ جو کی روٹی اور سرکہ کھانے اور اونی کپڑے پہننے میں کیا شان ہے؟ اصل شان یہ ہے کہ اللہ جل وعلا سے (ہر حال میں) راضی رہا جائے۔

اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ "میں ایک انگارے کو منہ میں ڈالوں اور چباؤں اور وہ مجھے جلا دے جتنا بھی جلا سکے تو یہ بات مجھے بہ نسبت اس کے بہت پسند ہوگی

لشيء كان ليته لم يكن او لشيء لم يكن ليته كان ثم اعلم ان الدعاء غير مناقض للرضاء ولا يخرج صاحبه عن مقام الرضاء وكذلك كراهة المعاصي ومقت اهلها ومقت اسبابها والسعي في ازالتها بالامر بالمعروف والنهي عن المنكر لا يناقضه ايضا وقد غلط في ذلك بعض البطالين المغترين وزعم ان المعاصي والفجور والكفر من قضاء الله تعالى وقدره عز وجل فيجب الرضاء به وهذا جهل بالتاويل وغفلة عن اسرار الشرع فاما الدعاء فقد تعبدنا به وكثرة دعوات رسول الله صلى الله عليه وسلم وسائر الانبياء عليهم السلام تدل عليه ولقد كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في اعلى المقامات من الرضاء

کہ میں کسی چیز کو جو موجود ہو یہ کہوں کہ کاش! یہ نہ ہوتی۔ اور جو چیز نہ ہو اُس کے لئے کہوں کہ کاش! یہ ہوتی!!

یہاں پر یہ بحث بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ دعا رضا کے مخالف نہیں اور دعا کرنیوالا مقام رضا سے خارج نہیں ہوجاتا۔ اسی طرح سے گناہوں سے کراہت، اور گنہگاروں اور اسباب معصیت سے بغض وعداوت اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ گناہوں کے زائل کرنے کی کوشش کرنا بھی رضا کے مخالف نہیں۔

اسی مسئلہ میں بعض بیہودے دھوکے میں پڑے ہوئے غلطی کر بیٹھے ہیں۔ انکا خیال ہے کہ کفر اور فسق وفجور سب اللہ تعالیٰ کے قضا وقدر ہی سے ہوتے ہیں تو ان پر بھی رضا واجب ہے لیکن دراصل یہ شریعت کے اسرار سے غفلت اور تاویل سے جہالت کا نتیجہ ہے۔ اب ان دونوں باتوں کو سمجھ لو

دعا جس کا ذکر ہوا۔ یہ تو ہمارے لئے عبادت بنائی گئی ہے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کی دعاؤں کی کثرت اس بات پر صاف دلالت کررہی ہے۔ حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقاماتِ رضا میں سب سے بلند درجہ

وقد اثنى الله تعالى على بعض عباده بقوله يدعوننا رغبا ورهبا واما انكار المعاصي وكراهتها وعدم الرضاء بها فقد تعبد الله به عباده وذمهم على الرضاء به. فقال ورضوا بالحيوة الدنيا واطمانوا بها وقال تعالى رضوا بان يكونوا مع الخوالف وطبع الله على قلوبهم وفي الخبر المشهور من شهد منكرا فرضي به فكانه قد فعله وفي الحديث الدال على الشر كفاعله وعن ابن مسعود ان العبد ليغيب عن المنكر ويكون عليه مثل وزر صاحبه قيل وكيف ذلك قال يبلغه فيرضى به وفي الخبر

رکھتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے بندوں کی اس طرح تعریف فرمائی ہے کہ وہ ہم سے ڈر اور رغبت سے دعائیں مانگتے ہیں۔"

اور دوسری بات یعنی گناہوں کی کراہت اور ان پر نہ راضی ہونا اس کو بھی حق تعالیٰ نے اپنے بندوں کیلئے عبادت بنا دیا ہے اور ان باتوں پر رضامند ہونے کی مذمت فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ "بیشک جو امید نہیں رکھتے ہم سے ملنے کی اور راضی ہو گئے دنیوی زندگی پر اور اسی میں جی لگا بیٹھے (آخر میں فرماتے ہیں) کہ ایسوں کا آگ ہی ٹھکانا ہے اور ارشاد ہے کہ وہ راضی ہوئے کہ رہ جائیں پیچھے رہنے والوں کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مُہر لگا دی ہے پس وہ نہیں جانتے۔

اور ایک مشہور حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی بُرے کام پر حاضر ہوا اور اس سے راضی ہوا تو گویا اس نے خود وہ کام کیا اور ایک حدیث میں ہے کہ برائی کی طرف رہنمائی کرنیوالا برائی کرنے والے کی طرح ہے۔

حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ بندہ منکر (برائی) سے غائب بھی رہتا ہے مگر اس پر برائی کرنیوالے کی طرح برائی لکھی جاتی ہے لوگوں نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے آپ نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اس برائی کی

لو ان عبدا قتل بالمشرق
ورضی بقتله اٰخر بالمغرب
کان شریکا فی قتله۔ و
اما بغض الکفار والفجار
والانکار علیهم و
مقتهم فما ورد فیه لا
یحصی قوله تعالیٰ لا یتخذ
المؤمنون الکافرین
اولیاء من دون المؤمنین
وقال تعالیٰ یا ایها
الذین اٰمنوا لا تتخذوا
الیهود والنصاریٰ اولیاء
وقال تعالیٰ وکذلک
نولی بعض الظالمین بعضا
وفی الخبر ان الله تعالیٰ
اخذ المیثاق علی کل
مؤمن ان یبغض کل
منافق وعلی کل منافق
ان یبغض کل مؤمن وقال
علیه السلام المرء مع من
احب وقال من احب
قوما والاهم حشر
معهم یوم القیمة وقال
علیه السلام

جب خبر اُسے پہونچے تو وہ اس پر راضی ہو جائے
ایک حدیث میں ہے کہ اگر ایک شخص مشرق
میں قتل کیا جائے اور دوسرا مغرب میں اس کے
قتل پر راضی ہو تو وہ بھی اس کے قتل میں شریک
سمجھا جائے گا۔

باقی رہا کفار اور فجار سے بغض و عداوت
اور ان کو ملامت کرنا، تو اس بارہ میں اس قدر
نصوص وارد ہو چکے ہیں جن کا شمار نہیں کیا
جا سکتا۔ ارشاد الٰہی ہے کہ مسلمانوں کو چاہئے
کہ مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بنائیں
اور ارشاد ہے کہ "اے ایمان والو! یہود اور
نصاریٰ کو دوست مت بناؤ" اور ارشاد ہے کہ
"اسی طرح ہم ساتھ ملائیں گے بعض گنہگاروں
کو بعض سے بسبب ان کے اعمال کے"
اور حدیث شریف میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
ہر ایک مسلمان سے (ازل میں) یہ عہد لیا ہے
کہ ہر ایک منافق سے بغض رکھے۔ اور ہر ایک
منافق سے عہد لیا ہے کہ ہر ایک مسلمان سے بغض رکھے"
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ "آدمی اسی
کے ساتھ ہوگا جس سے اس کی محبت ہوگی"
اور فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی قوم سے محبت
اور دوستی رکھتا ہے قیامت کے دن انہیں کے
ساتھ اس کا حشر ہوگا"
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایمان

أوثق عرى الإيمان الحب
في الله والبغض في الله
فإن قلت قد وردت الآيات
والأخبار بالرضاء بقضاء
الله تعالى فإن كانت
المعاصي بغير قضاء
الله تعالى فهو محال و
إن كانت بقضاء الله
تعالى فكراهتها و
مقتها كراهة لقضاء الله
تعالى وكيف السبيل
إلى الجمع فاعلم أن هذا
مما يلتبس على الضعفاء
القاصرين عن الوقوف
على أسرار العلوم وقد
التبس على قوم حتى
رأوا السكوت مقاما
من مقامات الرضاء
وسموه حسن خلق و
هو جهل محض بل
نقول الرضا والكراهة
يتضادان إذا تواردا على شيء
واحد من جهة واحدة
فليس من التضاد في شيء

کا سب سے زیادہ مضبوط اور محکم دستاویز اللہ
ہی کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے بغض رکھنا
ہے۔"

یہاں پر اگر یہ سوال کیا جائے کہ آیات اور
احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ قضائے
الہٰی پر راضی ہونا چاہیے۔ اگر تم کہو کہ معاصی
قضائے الہٰی سے نہیں تو یہ تو محال ہے اور
اگر کہو کہ قضائے الہٰی سے ہیں (چنانچہ واقع
میں بھی ایسا ہی ہے) تو پھر ان سے کراہت
اور ان کو برا جاننا یہ تو خود قضائے الہٰی
سے کراہت اور دشمنی ہے تو ان دونوں باتوں
کے جمع کرنے کی کیا صورت ہے؟"

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ باتیں واقعی ان لوگوں
پر جو اسرار علوم کے سمجھنے سے قاصر اور عاجز ہیں
ملتبس اور پیچیدہ ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ
ایک جماعت پر جب یہ صورت ملتبس ہوئی تو انہوں
نے خاموشی کو مقامات رضا میں سے ایک مقام
سمجھ لیا اور انہوں نے اسکا نام حسن خلق رکھا
حالانکہ یہ سراسر جہالت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ
رضا اور کراہت واقعی ضد اور مخالف ہیں لیکن
اس صورت میں جبکہ ایک ہی چیز پر ایک ہی جہت
اور ایک ہی حیثیت سے وارد ہوں لیکن اگر ایک
چیز پر دو جہۃ اور دو حیثیتوں سے جمع ہو جائیں
تو پھر نہ ضدیت ہے اور نہ مخالفت رہ سکتا ہے

واحد ان یکرہ من وجہ ویرضی بہ من وجہ اذ قد یموت عدو لک الذی ہو ایضا عدو لبعض اعدائک وسعی فی اہلاکہ فتکرہ موتہ من حیث انہ مات عدو عدوک وترضاہ من حیث انہ مات عدوک وکذلک المعصیۃ لہا وجہان وجہ الی اللہ تعالیٰ من حیث انہ فعلہ واختیارہ وارادتہ فیرضی بہ من ہذا الوجہ تسلیما للملک الی مالک الملک و وجہ الی العبد من حیث انہ کسبہ و وصفہ وعلامۃ کونہ ممقوتا عند اللہ وبغیضا عندہ حیث سلط علیہ اسباب البعد فہو من ہذا الوجہ منکر ومذموم۔ الاخلاص قال اللہ تعالیٰ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین لہ الدین وقال الا للہ الدین الخالص

کہ ایک ہی چیز کو ایک حیثیت سے تم اُسے بُرا جانو اور دوسری حیثیت سے اس کو پسند کرو مثلاً تمہارا دشمن مرجائے اور وہ تمہارے دوسرے دشمنوں کا بھی دشمن ہو اور ان کے قتل کے درپے ہو۔ اس صورت میں اس دشمن کی موت کو تم بُرا بھی جانتے ہو اس لئے کہ تمہارے دشمنوں کا دشمن مرگیا اور پسند بھی کرتے ہو۔ اس حیثیت سے کہ وہ تمہارا بھی تو دشمن تھا۔

اسی طرح سے معصیت کی بھی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت بہ نسبت خداوند تعالیٰ کے ہے کہ یہ معصیت اس کے حکم، اس کے ارادہ اور اختیار سے ہے تو اس صورت میں اسے پسند کیا جائیگا کہ ملک مالک الملک کو سونپ دیا جاتا ہے۔

اور دوسری حیثیت بہ نسبت بندے کے ہے کہ اسی بندہ نے اسکا کسب کیا ہے اور یہ اسی کی وصف ہوچکی ہے۔ اور یہ علامت ہے اس بات کی کہ یہ بندہ اللہ کا ناپسندیدہ اور مبغوض ہے کہ اس پر دوری کے اسباب کو مسلط کردیا ہے تو اس حیثیت سے یہی معصیت منکر اور بری ہوجاتی ہے۔"

(اخلاص) حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اور نہیں حکم کئے گئے تھے مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں، اس طرح پر کہ خالص رکھیں اسی کے لئے عبادت کو (سب)، اور ارشاد ہے کہ خبردار جانو

وقال تعالیٰ الا الذین تابوا واصلحوا واعتصموا باللہ واخلصوا دینہم للہ

وقال تعالیٰ فمن کان یرجوا لقاء ربہ فلیعمل عملا صالحا ولا یشرک بعبادۃ ربہ احدا

وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لا یغل علیہن قلب رجل مسلم اخلاص العمل للہ تعالیٰ

وعن الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ تعالیٰ الاخلاص سر من سری استودعتہ قلب من احببت من عبادی

وقال علی بن ابی طالب لا تہتموا لقلۃ العمل و اہتموا بالقبول فان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لمعاذ بن جبل اخلص العمل یجزئک منہ القلیل

و قال علیہ السلام

کہ اللہ ہی کے لئے خالص عبادت ہے" اور ارشاد ہے کہ مگر جنہوں نے توبہ کر لی اور اپنی حالت سنوار لی اور مضبوط پکڑ لیا اللہ کو اور خالص کر لیا اپنا دین اللہ کے لئے تو وہ ایمان والوں کے ساتھ ہونگے"

اور ارشاد ہے "پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھے تو چاہیے کہ نیک عمل کرے اور نہ شریک کرے اپنے رب کی عبادت میں کسی دوسرے کو"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں کہ کسی مسلمان کا دل انکی وجہ سے کھوٹ میں نہیں پڑتا۔ انہیں سے ایک اللہ کے لئے اخلاص کے ساتھ عمل کرنا ہے"

حضرت حسن رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اخلاص میرے اسرار میں سے ایک سر ہے۔ اس کو میں نے امانت رکھا ہے اس شخص کے قلب میں جسکو میں اپنے بندوں میں سے پسند رکھتا ہوں اور محبت کرتا ہوں"

اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم قلت عمل سے غمگین نہ ہو بلکہ قبولیت کا اہتمام کرو۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل کو فرمایا تھا کہ "عمل میں اخلاص پیدا کرو تو پھر تمہیں تھوڑا عمل بھی کافی ہوگا" اور حضور صلی اللہ

ما من عبد یخلص للّٰہ العمل اربعین یوماً الا ظہرت ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ اقول قد ذکرت فی اول الکتاب ان الاخلاص روح العمل فکما ان الجسد بغیر الروح لا ینتفع بہ کذلک العمل بغیر الاخلاص غیر منتفع بہ قال والاخلاص عسیر الا علی من یسرہ اللّٰہ علیہ وکم من اعمال یتعب الانسان فیہا و یظن انہا خالصۃ لوجہ اللّٰہ و یکون فیہا مغرور لانہ لا یری وجہ الآفۃ فیہا کما حکی عن بعضہم انہ قال قضیت صلوٰۃ ثلاثین سنۃ صلیتہا فی المسجد فی الصف الاول لانی تاخرت یوماً لعذر فصلیت فی الصف الثانی فاعترتنی خجالۃ من الناس حیث رأونی فی الصف الثانی فعرفت ان نظر الناس الی فی الصف الاول کان مسرتی و سبب استراحۃ قلبی من حیث لا اشعر

علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن اللہ کے لئے اخلاص سے عمل کرلے تو حکمت کے چشمے اُس کے قلب سے زبان پر پھوٹ پڑینگے"

مَیں نے ابتدائی کتاب میں ذکر کیا تھا کہ اخلاص عمل کا روح ہے پس جس طرح سے کہ جسم بغیر روح کے بیکار ہے۔ اسی طرح عمل بغیر اخلاص کے بھی کوئی نفع نہیں بخشتا۔ فرمایا ہے کہ اخلاص نہایت مشکل ہے مگر جس کے لئے کہ خداوند تعالیٰ آسان فرمادے۔ بہت سے اعمال ایسے ہیں کہ انسان انہیں بہت تکلیف اور بڑی مشقت اٹھاتا ہے اور اسکا گمان یہ ہوتا ہے کہ یہ خالص اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔ اور اسی کی وجہ سے وہ دھوکے میں پڑجاتا ہے۔ اس لئے کہ اس میں جو آفت اور نقصان ہے اس کو نہیں دیکھتا جسطرح کہ ایک بزرگ کی حکایت ہے وہ کہتے ہیں کہ مَیں نے تیس برس کی نماز جس کو مَیں نے مسجد میں اور پہلی صف میں پڑھا تھا قضا کرلی (لوٹالی) اس لئے کہ ایکدن کسی عذر کی وجہ سے مجھے دیر ہوگئی اور دوسری صف میں مجھے نماز پڑھنی پڑی۔ تو مجھے بڑی خجالت ہوئی کہ لوگوں نے آج مجھے دوسری صف میں دیکھا ہے جب جاکے مَیں سمجھا کہ پہلی صف میں لوگوں کا دیکھنا ہی میری مسرت اور میرے قلب کے استراحت کا سبب تھا اور اس بات کو میں

وهذا دقيق غامض قلما تسلم الأعمال من امثاله وقل من يتنبه له الا من وفقه الله تعالى والغافلون عنه يرون حسناتهم كلها في الآخرة سيئات وهو المراد من بقوله تعالى وبدا لهم من الله ما لم يكونوا يحتسبون وبدا لهم سيئات ما كسبوا وبقوله تعالى قل هل ننبئكم بالاخسرين اعمالا الذين ضل سعيهم في الحيوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا واشد الخلق تعرضا لهذه الفتنة العلماء فان الباعث للاكثرين على نشر العلم لذة الاستيلاء والفرح بالاستتباع والاستبشار بالحمد والثناء

آجتک نہ سمجھا کہ اس میں اخلاص نہیں۔

اور یہ بات نہایت باریک اور پوشیدہ ہے بہت ہی کم اعمال ان جیسی صورتوں سے بچتے ہونگے اور بہت ہی کم وہ لوگ ہونگے جو اس بات کی تہ کو پہنچکر اطلاع پاتے ہونگے۔ ہاں جنکو اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہو وہ تو اس سے مستثنیٰ ہیں!

اور جو اس سے غافل ہیں وہ اپنی ساری بھلائیوں کو قیامت کے دن برائیوں کی صورت میں دیکھینگے۔ اور انہی لوگوں کی طرف حق تعالیٰ کے اس قول میں اشارہ ہے کہ اور انکو ظاہر ہوگا اللہ کی طرف سے جسکا ان کو گمان ہی نہ تھا اور ان پر کھل جائینگی برائیاں ان اعمال کی جو انہوں نے کئے تھے۔

اور اس ارشاد میں کہ "کہدو کیا ہم تمکو ایسے لوگ بتلائیں جو اعمال کے اعتبار سے بڑے گھاٹے میں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی کوشش گئی گذری دنیا کی زندگی میں ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں!

اور ساری مخلوق میں سے زیادہ اس فتنے میں علماء مبتلا ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ اکثر علماء کی اشاعت علم کا سبب اپنے غلبہ و برتری کی خواہش، اور لوگوں کو تابع فرمان بنانے اور تعریف و توصیف کی خوش کن خبروں کے سننے

والشيطان يلبس عليهم ذلك ويقول غرضكم نشر دين الله والنضال عن الشرع الذي شرعه رسول الله صلى الله عليه وسلم وترى الواعظ يمن على الله تعالى بنصيحة الخلق ووعظه للسلاطين ويفرح بقبول الناس قوله واقبالهم عليه وهو يدعي انه يفرح بما يسر له من نصرة الدين ولو ظهر من اقرانه من هو احسن منه وعظا وانصرف الناس عنه واقبلوا عليه ساءه ذلك وغمه ولو كان باعثه الدين لشكر الله تعالى اذ كفاه الله تعالى هذا المهم بغيره ثم الشيطان مع ذلك لا يخليه ويقول انما غمك لانقطاع الثواب عنك لا لانصراف وجوه الناس عنك الى غيرك اذ لو اتعظوا بقولك

کی خوشی ہی ہوتی ہے اور شیطان ان پر اس بات کو ملتبس اور پوشیدہ کر دیتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ تمہاری غرض تو محض دین الٰہی کی اشاعت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی حفاظت ہی ہے۔ تم اکثر واعظوں کو دیکھو گے کہ وہ لوگوں کو پند و نصیحت کہنے اور سلاطین کے سامنے وعظ کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ پر احسان جتلاتے ہونگے اور آپ اپنی طرف لوگوں کے متوجہ ہونے اور اپنی بات کے قبول کرنے سے خوش ہو رہے ہونگے۔ لیکن اس کے ساتھ پھر دعویٰ یہ ہوگا کہ ان کی خوشی اور فرحت فقط اس سبب سے ہے کہ اس میں دین کی نصرت ہے

لیکن اگر ان کے اقران و امثال میں سے کوئی ان سے بھی اچھا واعظ پیدا ہو گیا اور لوگوں نے اسی کی طرف رخ کر لیا تو یہ بات ان کو بہت بری معلوم ہو گی اور سخت غمگین ہو جائیں گے۔ حالانکہ اگر ان کے وعظ کا سبب محض دین ہی دین ہوتا تو حق سبحانہ و تعالیٰ کا شکر بجا لاتے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہم کے لئے دوسرے کو بھیجا اور ہمیں فراغت ہو گئی۔ لیکن پھر بھی شیطان اُن کو نہیں چھوڑتا اور کہتا ہے کہ تمہیں یہ غم تو یوں ہو رہا ہے کہ وہ ثواب تم سے منقطع ہو گیا۔ اس وجہ سے تھوڑا ہی غم ہے کہ لوگ تجھ سے پھر گئے اور دوسرے کے ہو لئے بلکہ یہ اس وجہ سے ہے کہ اگر تمہارے وعظ سے